یزید کی شخصیت و کردار پر اکابر علماء و مور خین کی کتب
کے اصل سکین (عکسی) حوالہ جات سے مزید تاریخی دستاویز

کردارِ یزید

مرتب

مناظرِ اسلام
حضرت مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی مدظلہ العالی

باہتمام: انجمن دعوۃ اہل السنۃ والجماعۃ

کردارِ یزید

تالیف

مناظرِ اسلام مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی حفظہ اللہ
(فاضل جامعہ دار العلوم کراچی مدرّس جامعہ مدنیہ)

ناشر

سنّی ریسرچ فورم

ای بک سنِ اشاعت: ۱۴۳۸ھ/ ۲۰۱۶ء

عرضِ مؤلّف

اہل السنّۃ والجماعۃ کے ہاں اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت اور یزید علیہ ما علیہ کے فسق وفجور کا نظریہ عقائد کے باب سے تعلّق رکھتا ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر، علّامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عقائد، علّامہ پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے نبراس، شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تکمیل الایمان میں اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے۔ایک عرصہ سے روافض اہل السنّۃ پر یہ اعتراض کرتے چلے آرہے ہیں کہ تم یزیدی ہو اور دشمنانِ اہل بیت ہو جبکہ اہل السنّۃ اِس الزام کی پرزور طریقے سے تردید کرتے رہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج السنّۃ اور شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثناء عشریہ میں اس کا ذکر کیا۔روافض نے اپنے اس الزام کو حقیقت کا جامہ پہنانے کیلئے فتنوں وفرقوں کی زمین پاک وہند میں پچھلی صدی میں ایک شخص محمود عباسی امروہی (متوفی ۱۴/مارچ ۱۹۷۴ء) کو پروان چڑھایا جس نے سر آغا خان شیعی کے حکم پر ’’خلافت معاویہ ویزید‘‘ جیسی بدنام زمانہ کتاب لکھی جس میں یزید کو امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ برحق اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو خاطی اور حبِ جاہ کا طالب بتایا نعوذ باللہ اس کے بعد ’’تحقیق مزید‘‘ میں تو حضرت علی وآل بیت کی توہین وتنقیص میں کوئی کسر نہ چھوڑی محمود عباسی کے بعد اس نظریہ کو ایک فرقہ کی شکل دے دی گئی اور ہمارے ہاں مستقل ایک ناصبی گروہ وجود میں آگیا جس نے یزید کی حمایت اور آل بیت کی توہین پر خوب لکھا اس گروہ کے سرکردہ لوگوں میں سے تمنّا عمادی، مولوی عظیم الدین صدّیقی، ابو یزید محمد دین بٹ، عزیر احمد صدّیقی پیش پیش رہے۔ کچھ ایسے لوگ بھی اس راہ (حمایتِ یزید) پر چل پڑے جو خود کو اہلِ حق کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے مولوی اسحٰق سندیلوی۔الحمد للہ اہل السنّۃ والجماعۃ نے ہر دور میں اہلِ فتن کا تعاقب کیا، چنانچہ محمود عباسی کی اس دل آزار کتاب کے خلاف کئی کتب شائع ہوئیں جس میں قابل قدر واہم ترین کتاب حکیم الاسلام مولانا قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم دیوبند کی کتاب ’’شہید کربلا اور یزید‘‘ قابل قدر ہے۔ علمائے دیوبند نے اس فتنہ کا ایسا تعاقب کیا کہ خود محمود عباسی کو لکھنا پڑا:

’’آج کے دورِ انحطاط میں اس بحث کی بے لاگ تحقیق وریسرچ پر قاسمی صاحب غیظ وغضب میں جامہ سے باہر ہو کر فضول اور لایعنی اعتراضات کی بھر مار شروع کردیں یا دار العلوم سے کچھ اس قسم

کی آوازیں سنائی دینے لگیں جو لکھنؤ کے امام باڑہ غفران مآب کے کسی ذاکر کی زبان سے نکلتی ہیں"۔(تحقیق مزید: صـ ۳۲۸)

"جب آپ عباسی صاحب کی کتاب میں اس باطل وغلط عقیدہ کو تلاش کریں گے جس کی اصلاح کے لیے جماعت دارالعلوم دیوبند کے تمام افراد قلم برداشتہ بلاکسی ادنیٰ تیاری کے میدانِ صحافت میں کود پڑے"۔(تحقیق مزید: صـ ۳۸۳)

اسحٰق سندیلوی صاحب اور دیگر یزیدیوں کے جواب میں مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "خارجی فتنہ" شائع ہوئی اس کے علاوہ مولانا عبد الرشید نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "یزید کی شخصیت علماء اہل السنۃ کی نظر" میں بھی اہم ترین ہے اور حال ہی میں علماء دیوبند کے سرخیل حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر موجودہ اکابر کا موقف یزید کے فسق کے متعلق "یزید علمائے اہل السنۃ کی نظر میں" مکتبہ شاہ نفیس لاہور سے شائع ہوئی جو اس سلسلے میں ایک تاریخی ریکارڈ ہے۔

اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے محرم الحرام ۱۴۳۸ھ راقم نے یزید کے فسق پر چند تاریخی کتب سے حوالہ جات سکین کرکے احباب کو نیٹ پر اپ لوڈ کرنے کے لیے فراہم کیے جس سے جہاں ایک طرف یزیدیوں کے ہاں صف ماتم بچھ گئی تو دوسری طرف اہل السنۃ عوام کے دلوں کو سکون اور اس معاملے میں اپنے اعتقاد پر مزید جزم ہوگیا، جب کہ ناواقف حضرات کو بھی اپنے عقیدہ کی اصلاح کا موقع ملا۔ہمارے ایک ساتھی بھائی تیمور نے یہ مخلصانہ مشورہ دیا کہ ان سب کو ایک کتابی صورت میں جمع کرکے اگر شائع کردیا جائے تو اس مسئلہ پر ایک "تاریخی دستاویز" منظر عام پر آجائے گی ان کا یہ مشورہ راقم کو پسند آیا اور اب آپ کے سامنے یزید کے فسق پر اکابر اہل السنۃ کی کتب کے اصل حوالہ جات پیش خدمت ہیں کتاب کے شروع میں مختصراً یزید کا تعارف یزیدی اشکالات اور عنوان کے مناسب چند فوائد بھی جمع کردیے۔اللہ پاک سے دعا ہے کہ راقم کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور اس کی برکت سے روزِ قیامت راقم کا شمار محبّانِ اہل بیت میں کرے، آمین۔

ساجد خان نقشبندی

حال مقیم جامعہ مدنیہ

بعد نماز ظہر دوشنبہ ۲۱ نومبر ۲۰۱۶ء

کردارِ یزید پر ایک نظر

یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ صخر بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس ۲۶ یا ۲۷ ہجری کو

ماطرون دمشق شام میں پیدا ہوئے۔

(البدایہ:۱۱/ ۶۳۷، تاریخ دمشق لابن عساکر: ۶۵/ ۳۹۷)

۱۵/رجب ۶۰ ہجری کو اپنی بیعت کی تجدید کی اور ۱۴/ ربیع الاوّل ۶۴ ہجری تک ولی عہد رہے۔آپ کی والدہ کا نام میسون بنت بحدل بن انیف بن دلجۃ بن قنافہ بن عدی بن زہیر بن حارثہ الکلبی تھا۔عیاشی ولاابالی پن کی وجہ سے بھاری بھرکم جسم موٹے فربہ تھے (البدایہ:۱۱/ ۶۳۸)

جوانی ہی سے بادشاہ بننے کے لالچ میں تھے اور اس کے حصول کے لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے انتہائی تصنّع وریا کا مظاہرہ بھی کیا۔(البدایہ:۱۱/ ۶۳۸)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بڑے ہی نافرمان تھے، چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے اتنے سخت ناراض ہوئے ایک دفعہ گفتگو بھی ترک کردی جس پر احنف بن قیس نے آپؓ کو سمجھایا کہ اگر ناراضگی اسی طرح رہی تو کہیں آپ کی موت کی تمنّا نہ کرنے لگ جائے جس پر آپؓ نے یہ ناراضگی ختم کی (البدایہ:۱۱/ ۶۳۹-۶۴۰)

جوانی میں شراب پینے کے عادی تھے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوا کہ شرابی ہیں تو آپ نے ان کو تادیب بھی کی لیکن چونکہ اس کی طبیعت سے واقف تھے اس لئے یہ تادیب کافی نرم وحکیمانہ تھی اور اسی سلسلے میں آپ نے چند اشعار بھی ان کے سامنے پڑھے، (البدایہ:۱۱/ ۶۴۰، تاریخ دمشق: ۶۵/ ۴۰۳)

ایک دفعہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید سے پوچھا کہ اگر تمہیں امیر بنادوں تو کیسے عامل رہو گے؟ یزید نے فوراً چاپلوسی کرتے ہوئے کہا خدا کی قسم جیسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس پر بڑے خوش ہوئے، (البدایہ:۱۱/ ۶۴۳)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یزید میں کچھ اچھی خصلتیں بھی تھیں (جیسا کہ ہر مسلمان میں ہوتی ہیں) مگر اس کے باوجود شہوات نفسانی پر جری تھے اور بعض نمازوں کے تارک بھی تھے۔(البدایہ:۱۱/ ۶۴۶)

یہ شعر یزید ہی کے بارے میں پڑھا گیا:

لست منّا و لیس خالک منّا　　　　یا مضیع الصلوٰۃ للشھوات

(البدایہ:۱۱/ ۶۴۷)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر پہلے بڑے خوش ہوئے مگر بعد میں افسوس کیا۔(البدایہ:۱۱/ ۶۵۱)

صحابی رسول عبد اللہ ابن مطیع رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ان کے ساتھی کھلم کھلاّ فرماتے کہ یزید شراب پیتا ہے، نماز کا تارک ہے اور کتاب اللہ کے احکام کو پس پشت ڈالنے والا ہے اور محض لوگوں کو دکھانے کیلئے نماز پڑھتا ہے۔(البدایہ:۱۱/ ۶۵۳،تاریخ الاسلام للذہبی:۵/ ۲۷۴)

عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ تو کھلم کھلاّ خطبے میں اس کا شرابی اور موالی ہونا بیان کرتے،(البدایہ: ۱۱/ ۶۱۷)

یزید انتہائی دیّوث قسم کا آدمی تھا اس نے اپنی ایک باندی سلامہ کو پوری رات اپنے عاشق کے ساتھ گزارنے کے لیے تنہائی میں اس کے ساتھ چھوڑ رکھا تھا اور خود چپکے چپکے اس بے غیرتی کے نظاروں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔(البدایہ:۱۱/ ۶۵۷-۶۵۸)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یزید کا شراب خوری، گانے باجے،شکار بازی اور بچّہ بازی اور دیگر قبائح میں ملوّث ہونا مشہور تھا،(البدایہ:۱۱/ ۶۵۹)

صحابی رسول عبد اللہ ابن حنظلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی جب مدینہ والوں نے بیعت کی تو انھوں نے اپنے خطبہ میں یہی کہا کہ ہم نے یزید کی بیعت اسی لئے توڑ دی کہ وہ محرمات سے نکاح کرنے والا،شراب خور اور نمازوں کو ضائع کرنے والا فاسق بد دین ہے،(تاریخ اسلام للذہبی:۵/ ۲۷)

یزید بے ایمان صحابی رسول عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ملحد کہتا تھا،معاذ اللہ۔(البدایہ:۱۱/ ۶۱۷)

یزید نے مسلم بن عقبہ کو کہا کہ جب ان (یعنی عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ) پر غلبہ پالو تو تین دن تک حرمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے لئے حلال ہے۔(البدایہ:۱۱/ ۶۱۷،الکامل:۳/ ۴۵۶)

اور کہا کہ فتح پانے کے بعد ان کا مال،اسلحہ،کھانا،پیسہ سب لشکرِ یزید کے لیے ہے(الکامل لابن الاثیر:۳/ ۴۵۶،المنتظم:۶/ ۱۳)

چنانچہ انھوں نے مدینہ پر حملہ کیا جس میں صحابی رسول امیر مدینہ عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ غسیل ملائکہ سمیت جلیل القدر لوگوں کو شہید کیا گیا اور فتح پانے کے بعد مسلم بن عقبہ نے جس کو اس کی ظلم وزیادتی کی وجہ سے تمام مؤرّخین نے ''مسرف (حد سے تجاوز کرنے والا) لکھا ہے، یزید کے حکم پر تین دن کے لیے مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل وغارت گری اور لوٹ مار کے لیے حلال کر دیا، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس دلخراش

حالت کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

ثم اباح مسلم بن عقبة الذی یقول فیه السلف مسرف بن عقبة قبحه الله المدینة ثلاثة ایام کان امرہ یزید لاجزاہ الله خیرا و قتل خلقا من اشراقها و قرانها وانتهب اموالا کثیرة منها و وقع شر عظیم و فساد عریض۔ (البدایہ:١١ / ٦١٩-٦٢٠)

یزید پلید اور اس کی گندی فوج کی اوچھی حرکتوں کا اندازہ اس سے لگائیں کہ مدینہ پر اس چڑھائی جسے تاریخ میں ''واقعہ حرّہ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یزیدی فوج کی زیادتیوں سے ایک ہزار عورتوں نے بغیر شادی کے بچے جنے، (البدایہ:١١ / ٥٢١،المنتظم:٦ / ١٥)

یزید کا یہی امیر مسلم بن عقبہ حضرت سعید ابن مسیبؓ کے قتل کے بھی درپے تھا مگر کسی نے کہا کہ یہ مجنون ہے تو چھوڑا (البدایہ:١١ / ٦٢٢)

اس لڑائی میں مہاجرین وانصار سمیت دس ہزار مظلوموں کو شہید کیا گیا، (البدایہ:١١ / ٦٢٣،تاریخ الخلفاء: صـ ١٨٢)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: واستشهد فیها خلق وجماعة من الصحابة، (تاریخ الاسلام: ٥ / ٢٣) خلق کثیر اور صحابہ کی ایک جماعت اس واقعہ میں شہید ہوئی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ واقعہ حرّہ میں سات سو حاملین قرآن یزید کی فوجوں کے ہاتھوں شہید ہوئے، (تاریخ الاسلام:٥ / ٣٠)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کے اس غلط حکم کی شدید مذمت کرنے کے بعد ان احادیث کو بیان کیا جس میں اہلِ مدینہ کو ڈرانے والوں پر خدا نے لعنت کی اور ان کے ایسے غرق ہونے کی پیشن گوئی کی جیسے نمک پانی میں اور یزید کو اس کا مصداق ٹھہرایا، (البدایہ:١١ / ٦٢٧-٦٢٨-٦٢٩)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہی احادیث کی بنیاد پر امام احمد بن حنبل، ابو بکر بن عبد العزیز، قاضی ابو یعلی، قاضی ابو الحسین رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ یزید پر لعنت کے قائل ہیں اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یزید پر لعنت کرنے کے جواز پر ایک مستقل تصنیف لکھی ہے، (البدایہ:١١ / ٦٣٠)

اس کے بعد یزید کی اسی فوج نے منجنیقوں کے ذریعہ خانہ کعبہ پر گولاباری کی حتیٰ کہ اس کی ایک دیوار کو تباہ کر دیا (البدایہ:١١ / ٦٣٤)

اس واقعہ کے علاوہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ تو اس کے سیاہ کارناموں میں ایسا کارنامہ ہے جو تا قیامت اس پر ملامت کے لیے کافی ہے۔ بعض یزیدی کہتے ہیں کہ یزید نیک تھا امام حسین رضی اللہ عنہ کا اس سے کوئی

اختلاف نہیں تھا، اسی لیے کربلا میں کہا کہ مجھے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے دو حالانکہ عقبہ بن سمعان کہتے ہیں کہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ کی طرف نکلنے سے شہادت تک رہا بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہتے ہیں جھوٹ ہے ان کا صرف ایک مطالبہ تھا کہ مجھے واپس اپنے مکان کی طرف جانے دو، (الکامل لابن اثیر: ۳ / ۴۱۳)

یزید ہی وہ بد بخت ہے جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو اپنی چھڑی سے مارا جس پر ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ ان ہونٹوں کو مارتا ہے جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوسہ دیا خدا کی قسم قیامت کے دن تیرا شفیع ابن زیاد جیسے لوگ ہوں گے اور حسین کے شفیع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے، اس ولولہ انگیز تقریر پر یزید کو شرم آئی اور مگر مچھ کے آنسو بہانے لگ گیا (الکامل: ۳ / ۴۳۷-۴۳۸، المنتظم: ۵ / ۳۴۲)

یزید اہل بیت کا بہت بڑا گستاخ تھا چنانچہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی محترمہ حضرت زینب کو کذّاب عورت کہتا اور کہا کہ حسین اپنے باپ کے دین سے نکل چکا تھا اور اللہ کی دشمن کہا اس انداز پر حضرت زینب ؓ نے کچھ شرم دلائی کہ یہ انداز ہے آل بیت سے گفتگو کا؟ جس پر اس بے ایمان لعنتی کو حیاء آئی۔ (الکامل: ۳ / ۴۳۸، المنتظم: ۵ / ۳۴۴)

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے صاف لکھا کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اس کے پاس پہنچا تو وہ اس پر بہت خوش ہوا مگر جب لوگوں کے غم وغصّہ اور لعنت ملامت کا پتہ چلا تو مگر مچھ کے آنسو بہانے شروع کر دیے اور عبد اللہ ابن زیاد کو کوسنا شروع کر دیا کہ یہ سب اس کا کیا دھرا ہے میں ہوتا تو حسین کو قتل نہ کرتا، (الکامل: ۳ / ۴۳۹)

مدینہ کے لوگوں کا یزید کے بارے میں یہ عقیدہ تھا کہ شرابی کبابی کتّوں سے کھیلنے والا بے دین آدمی ہے، (الکامل: ۳ / ۴۵۰)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قلت ولما فعل یزید باھل المدینۃ ما فعل وقتل الحسین واخوتہ واٰلہ وشرب یزید الخمر وارتکب اشیاء منکرۃ بغضہ الناس وخرج علیہ غیر واحد ولم یبارک اللہ فی عمرہ۔ (تاریخ الاسلام: ۵ / ۳۰)

یزید نے جو مظالم کرنے تھے جب وہ کر چکا اور اس کے علاوہ امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ، ان کے ساتھیوں اور آل بیت کو شہید کرنا، شراب خوری کرنا جب کہ دیگر منکرات میں ملوّث ہونے کی وجہ سے عوام اس کے خلاف سخت اشتعال میں آگئے اور کئی لوگوں نے اس کے بعد اس کی بیعت کو توڑ دیا اور اللہ نے ان مظالم

کے بعد اس کی عمر میں بھی برکت نہ رکھی۔

آج یزیدی اپنے اس شرابی، فاسق، ظالم، قاتل امام کو معاذ اللہ ''امیر المومنین'' کہتے ہیں جب کہ اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کو امیر المومنین کہنے پر ایک شخص کو بیس کوڑے لگوائے، (تاریخ الاسلام للذہبی: ۵ / ۲۷۵، تاریخ الخلفاء: صہ ۱۸۲)

کاش! آج بھی کوئی عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ہوتا تو ان بدبختوں کے قلموں اور زبانوں کو لگام دیتا!

یزیدی اشکالات

اعتراض: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اوّل جیش من امّتی یغزون مدینة قیصر مغفور لھم (بخاری) میری امت کا پہلا گروہ جو قیصر روم یعنی قسطنطنیہ پر حملہ کرے ان کیلئے مغفرت ہے اور یزید نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔

الجواب: ہمارا مدّعیٰ یہ ہے کہ یزید فاسق ہے یہ حدیث ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں کیونکہ فسق اور مغفرت ایک ساتھ جمع ہو سکتے ہیں قرآن میں اللہ نے واضح اعلان کر دیا کہ شرک کے علاوہ جس گناہ (شراب خوری، محرمات سے زنا، مسلمانوں کا قتل، نماز کا ترک کرنا وغیرہ) کو اللہ معاف کرنا چاہے کر دے گا۔ مشہور حدیث ہے کہ من قال لا الہ الّا اللہ دخل الجنّة یعنی جو لا الہ الا اللہ کہہ دے جنّت میں داخل ہو گا تو کیا اب ہر زانی شرابی کبابی مرزائی بدعتی کو امیر المومنین ولی اللہ اور قطعی جنّتی کہو گے؟

اعتراض: شارحینِ حدیث نے اس سے یزید کے جنّتی ہونے پر استدلال کیا ہے۔

الجواب: جھوٹ! یہ قول ابن مہلب کا ہے اور شارحین نے اس کے اس قول کی تردید کی ہے، چنانچہ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

محدّث ابن تین اور محدّث ابن المنیر نے محدث المھلب کا تعاقب کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حدیث کے اس عموم میں یزید کے داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی اور خاص دلیل کی بناء پر اس عموم سے خارج نہ ہو کیونکہ اہلِ علم میں سے کوئی بھی اس سے اختلاف نہیں کرتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مغفور لھم فرمانا اس بات کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ اہلِ مغفرت میں سے ہو حتیٰ کہ اگر کوئی ان میں سے مرتد ہو جائے تو اس جہاد کے بعد تو بالاتفاق اس عموم میں داخل نہیں ہو گا پس یہ اس امر کی دلیل ہے کہ مغفور لھم سے مراد حدیث میں وہ لوگ ہیں جن میں مغفرت کی شرط پائی جائے۔ (شرح قسطلانی: ۳ / ۶۵، عمدۃ القاری: ۱۴ / ۱۹۸)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جہاد قسطنطنیہ میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین یزید کی امارت میں تھے حالانکہ علّامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

الاظھر ان ھولآء السادات من الصحابۃ کانوا مع سفیان ھذا لم یکونوا مع یزید لانہ لم یکن اھلا ان یکون ھولآء السادات فی خدمتہ۔

(عمدۃ القاری: ۱۴/ ۱۹۷-۱۹۸)

زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ یہ سادات صحابہ نے حضرت سفیان بن عوف کی امارت میں اس جہاد کو سرانجام دیا نہ کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں، کیونکہ یزید اس لائق ہی نہ تھا کہ یہ سادات اس کے زیرِسایہ کوئی دینی خدمت سرانجام دیں۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

لا یلزم منہ کون یزید بن معاویۃ رضی اللہ عنہ مغفورا لہ لکونہ منھم لانّ الغفران مشروط بکون الانسان من اھل المغفرۃ و یزید لیس کذالک لخروجہ بدلیل خاص ....و قد اطلق جمع محققون حل لعن یزید۔

(فیض القدیر شرح جامع صغیر: ۱/ ۳۸۹، رقم: ۲۸۱۱)

اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ یزید کی مغفرت ہوگئی کیونکہ وہ بھی اس غزوہ والوں میں سے تھا اس لئے کہ مغفرت کی یہ بشارت مشروط ہے کہ وہ مغفرت کا اہل ہو (اور یزید فسق کی وجہ سے ایسا نہ تھا کیونکہ دلیل خاص (فسق فجور جو کہ تواتر سے ثابت ہے) کی وجہ سے وہ اس حدیث کے عموم سے نکل چکا ہے اور محقّقین کی ایک جماعت نے یزید پر لعنت کرنے کو جائز کہا ہے۔

یہ بھی سمجھیں کہ اس حدیث میں قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کرنے والے کو بشارت دی گئی ہے اور ابو داوٗد کتاب الجہاد رقم الحدیث (۲۵۱۲) عبد الرحمن بن خالد بن عبد الولید یہ قسطنطنیہ پر حملے میں امیر تھے ان صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ۴۶ ھ میں ہوا (الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ)

قسطنطنیہ پر کل اٹھّارہ حملے ہوئے نو حملے سردیوں میں ہوئے نو گرمیوں میں، گرمیوں کے حملوں میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفیان بن عوف کو امیر بتاتے ہیں یہ سن ۵۳ ہجری میں فوت ہوئے، ۵۳ سے نو منہا کردیں تو پہلا حملہ ۴۴ ہجری بنتا ہے اور تمام مؤرّخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یزید کا قسطنطنیہ پر حملہ سن ۵۰ یا ۵۱ ہجری کا تھا لہٰذا ان دونوں دلیلوں سے اس کا اوّل جیش ہونا ثابت نہیں ہوا۔

تیسری دلیل علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ۳۲ ہجری کے واقعات لکھنا شروع کیے تو شروع ہی

میں لکھا کہ اسی سال حضرت امیر معاویہؓ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا (المنتظم: ۵ / ۱۹) گویا پہلا حملہ سن ۳۲ ہجری کا بنتا ہے اور یزید کی تاریخ پیدائش ہم نے ماقبل میں نقل کر دی کہ سن ۲۷ ہجری ہے یعنی جس وقت یزید ۵ سال کا بچّہ تھا قسطنطنیہ پر حملہ ہو چکا تھا۔ لہٰذا اوّل جیش میں نہ ہوئے تو اس بشارت کے مصداق بھی نہ ہوئے۔

اعتراض: یزید اگر فاسق تھا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کی بیعت کیوں نہ توڑی۔

الجواب: صدر مشرّف، صدر زرداری کی بیعت سینکڑوں لاکھوں علماء صلحاء اتقیاء نے کی، انہی کے دور میں لال مسجد کا واقعہ ہوا اور دیگر کئی مظالم ہوئے کسی نے بیعت نہ توڑی تو مشرّف، زرداری یا دیگر ملوک کیا "امیر المومنین"۔ "رحمۃ اللہ علیہ"۔ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" ہو گئے؟ کچھ تو ہوش سے کام لو۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مروان کے حکم پر یزید کی بیعت نہیں کی، اسے جعلی بادشاہ کہا (بخاری کتاب التفسیر) حضرت عبد اللہ ابن زبیر، حضرت طلحہ، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ ابن مطیع، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ ابن حنظلہ، نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم نے یزید کی بیعت نہیں کی، جواب دیں کیا یہ جلیل القدر صحابہ جن میں اصحابِ بیعتِ رضوان اور عشرۂ مبشّرہ بھی ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں؟ کیا ان صحابہ کا فعل تجھے نظر نہیں آتا؟ پھر اگر جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دیا تو انھوں نے یزید کا بھی تو ساتھ نہیں دیا؟

یزیدی محمود عباسی لکھتا ہے:

"اس زمانہ میں صحابہ کی کثیر تعداد حجاز و شام و بصرہ و کوفہ و مصر میں موجود تھی ان میں سے کوئی بھی یزید کے خلاف نہ کھڑا ہوا نہ خود اور نہ حسینؓ کے ساتھ اور نہ انھوں نے یزید کے ساتھ ہو کر قتال کیا بلکہ اس فتنہ سے الگ تھلگ رہے"۔ (اتمام الوفاء فی سیرۃ الخلفاء: صـ ۱۴ بحوالہ تحقیق مزید: صـ ۳)

اور خود یزیدیوں کا امام یہ اصول لکھتا ہے:

"صحابہ کی عظیم اکثریت نے ان کی سیاسی سرگرمیوں میں ان کا ساتھ نہیں دیا قواعدِ شرعیہ کے مطابق جب ایک شخص سے بیعت کر لی جائے تو پھر اس کی سیاسی اقدامات میں اس کا ساتھ دینا لازمی ہے اقدام سے پہلے ہر شخص کو موافق و مخالف رائے دینے کا حق تھا لیکن جب امام فیصلہ کرلے تو پھر امام کی متابعت سے گریز کا کوئی جواز نہیں مفروض الطاعۃ کے معنی ہی یہی ہیں کہ صرف امام کے اجتہاد پر عمل ہو......صحابہ کرام جب اجتماعی عبادات میں اپنا فقہی اجتہاد چھوڑ دیتے تو سیاسی معاملات میں بدرجہ اولیٰ وہ امام کا اتّباع واجب جانتے تھے لیکن ہم دیکھتے یہ ہیں کہ جمل و صفّین کی جنگوں میں شرکت سے اکابر صحابہ اور امت کی عظیم اکثریت نے احتراز کیا صحاح میں صحابہ کے ایسے اقوال متعدد جگہ مروی ہیں

جن سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ وہ ان جنگوں میں شریک ہونا درست نہیں سمجھتے تھے اس کا صریح مطلب یہ ہوا کہ انھوں نے حضرت علیؓ کو مفروض الطاعۃ نہ سمجھا اور ایسا وہ سمجھ نہیں سکتے تھے اگر ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہوتے اور آئینی انتخاب ہوا ہوتا''۔ (تبصرہ محمودی: صـ ۱۳۰-۱۳۱)

پس اگر یزید کا بھی آئینی انتخاب ہوا ہوتا اور صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہوتے تو اس جنگ میں الگ تھلگ نہیں رہتے ان کا الگ رہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیعت نہیں کی۔

ثالثا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسی عمل سے علماء وفقہاء نے یہ اصول نکالا ہے کہ اگر خلیفہ ایک بار تسلّط حاصل کرلے تو وہ فاسق ظالم ہی کیوں نہ ہو وہ معزول نہیں ہوتا اس کی بیعت نہیں توڑنی چاہیئے، خوف وفتنہ کی وجہ سے۔ جمہور صحابہ و امّت کا موقف یہی ہے جبکہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ فسق سے خلیفہ معزول ہو جاتا ہے۔ اس لئے جمہور نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ دیا جنابِ من صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ عمل تو خود یزید کے فسق پر ایک اور دلیل ہے۔ اس اصول کو مندرجہ ذیل علماء نے یزید کی حکمرانی کے ذیل میں لکھا ہے:

حافظ ابن حجر عسقلانی (فتح الباری کتاب الفتن: ۱۳/۶۱) شیخ الاسلام ابن تیمیہ (منہاج السنّۃ: ۳/۸۷) نووی (شرح مسلم: ۲/۱۲۶-۳۸۹) مقدمہ ابن خلدون: صـ ۲۱۲ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم۔

کتاب رشید ابن رشید بابت یزید کے متعلّق وضاحت

کچھ عرصہ قبل لاہور سے ایک کتاب رشید ابن رشید شائع ہوئی جس پر متعدد دیوبندی علماء کی تصدیقات موجود ہیں ان مصدّقین میں مفتی محمد شفیع دیوبندی، عبدالستار تونسوی دیوبندی وغیرہ شامل ہیں، اس کتاب کے ٹائٹل پر لکھا ہوا ہے امیر المومنین سیدنا یزید رضی اللہ عنہ نعوذ باللہ پھر کتاب مذکور میں سرکار امام حسین کے متعلق بے شمار مقامات پر بکواس کی گئی ہے۔ (دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف: صـ ۹۸-۹۹)

کتاب رشید ابن رشید کی حقیقت

رشید ابن رشید کتاب کا مصنف ''ابویزید محمّد دین بٹ'' ایک ناصبی یزیدی اور مشہور ناصبی محمّد عبّاسی کا معتقد ہے اس کا نہ تو علمائے دیوبند سے کوئی تعلق ہے نہ اس کا شمار اکابر علماء دیوبند میں ہوتا ہے اور یہ بھی صریح کذب بیانی ہے کہ اس کتاب کی تصدیق اور ان پر تقاریظ علمائے دیوبند نے لکھی ہیں۔ دراصل بقول ابویزید کے جب کتاب لکھی تو ایک خط مختلف علماء کو بھیجا ان علماء نے جو خط کا جواب دیا تو اسے کتاب کے آخر میں لگا دیا چنانچہ ابویزید لکھتا ہے:

"ہم نے موجودہ علماء کرام سے ایک سوالنامہ کے ذریعہ جو جوابات حاصل کیے ہیں ان کا مطالعہ قارئین کرام کے لیے یقیناً سبق آموز ثابت ہوگا وہ سوال جو علمائے کرام سے دریافت کیا گیا ہے:
بسم اللہ الرحمن الرحیم مکرمی جناب مولانا صاحب دام ظلکم السّلام علیکم ورحمۃ اللہ عرض خدمت اقدس میں یہ ہے کہ آپ عالم دین متین اور وارثِ انبیاء ہیں بدیں وجہ جب بھی کوئی مسئلہ درپیش وجہِ نزاع بنا تو مجھ جیسے لوگوں کو آپ کی طرف رجوع کرنا پڑا، اب جب کہ ایک مسئلہ درپیش آپ کا فرض عین ہے کہ آپ نائبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیثیت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے کہ میری ایک بات بھی اگر جانتے ہو تو دوسروں تک پہنچا دو فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عدم موجودگی میں مجھ ایسے افراد کی صحیح رہنمائی فرماتے ہوئے اپنی رائے سے آگاہ فرمادیں مسئلہ وجہِ نزاع یہ ہے ہمارے اپنے سنّی بھائی شیعوں کی پیروی اور کوئی پروپیگنڈا اسے متاثّر ہو کر امیر المومنین یزید رضی اللہ عنہ کو نعوذ باللہ فاجر و فاسق بلکہ کافر تک کہہ دیتے ہیں لیکن میرے خیال میں قرآن کریم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں درج ذیل دلائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے امیر المومنین صحیح العقیدہ مسلمان تھے:

(۱) من قال لا الٰہ الّا اللہ دخل الجنّۃ۔

(۲) امیر المومنین یزید رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہونے کی حیثیت سے جہاد میں حصہ لیا اور بڑے بڑے اجل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے ماتحت جہاد میں لڑتے رہے اور حدیثِ مغفور میں امیر کی حیثیت سے شامل تھے۔

(۳) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی جو پہلی فوج قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر جہاد کرے گی اس کیلئے مغفرت ہے (صحیح بخاری)

(۴) بڑے بڑے اجل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثل عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین یزید رضی اللہ عنہ سے خلافت کی بیعت کی تھی اس کے علاوہ یہ فرمانِ الٰہی بھی اس کی تائید کرتے ہیں جو کوئی لڑے اللہ کے راستہ میں وہ مارا جائے یا غالب آجائے پس البتہ دیں گے ہم اس کو ایک اجر زیادہ۔ (سورہ نساء: آیت ۷۴)۔ اس کے علاوہ سورہ نساء آیت ۹۵ اور ۹۶ اور سورہ صف آیت ۴ ملاحظہ فرماویں۔ میرا عقیدہ ہے کہ ان دلائل کی روشنی میں امیر یزید رضی اللہ عنہ یقیناً جنّتی ہیں میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ پھر ان فرامینِ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہوتے ہوئے امیر موصوف کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے براہ کرم جواب سے جلد مطلع فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں آپ کا بے حد ممنون ہوں گا۔
والسلام السائل ابو یزید بٹ (رشید ابن رشید: صـ ۳۳۷ تا ۳۳۹، لنڈا بازار لاہور)

اس کے بعد ان علماء سے منسوب خط پیش کیے لہٰذا یہ رضاخانیوں کا صریح دھوکا و جھوٹ ہے جو کہتے ہیں کہ اس کتاب پر تقریظ لکھی یا تصدیق کی جب کتاب ان کے سامنے پیش ہی نہیں کی گئی تو تقریظ و تصدیق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، رضاخانیوں نے جو مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمدؒ شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا تو وہ تصدیق نہیں بلکہ ابو یزید کے اس سوال کا جواب ہے چنانچہ ابو یزید خود لکھتا ہے:

"حضرت مولانا مفتی محمدؒ شفیع صاحب مدّظلہ العالی کراچی میرے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

(الجواب) یزیدؓ کے بارے میں علماء محققین کے نزدیک سکوت احوط ہے، علماء محققین یزیدؓ کو مومن جانتے ہیں اس کو کافر نہ سمجھنا چاہیئے۔ فقط واللہ اعلم وعلمہ اتمّ بندہ محمد شفیع عفی عنہٗ۔" (رشید ابن رشید: صہ ۳۶۵-۳۶۶)

اوّل جب خود مصنّف کہہ رہا ہے کہ "میرے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں" تو اس کو کتاب کی تقریظ و تصدیق پر محمول کرنا کیا اسی دھوکا منڈی کا ثبوت نہیں جو احمد رضا خان نے حسام الحرمین کی صورت میں مکّہ و مدینہ میں سجائی تھی؟

ثانیا: جواب کی دو سطروں میں تضاد بیانی ہی اس کے جعلی اور محرّف ہونے کی گواہی دے رہی ہے اس لئے کہ پہلی سطر میں محققین کا قول یہ نقل کر رہے ہیں کہ ان کے بارے میں سکوت احوط ہے اور دوسری عبارت میں محققین کا قول ان کے مومن ہونے کا نقل کر رہے ہیں جب مومن کہہ دیا تو پھر سکوت (خاموشی رکھو نہ مومن کہو نہ کافر) اختیار کرنے کا کیا معنیٰ؟

ثالثا: جواب میں یزید کے نام پر "رضی اللہ تعالی عنہ" کی علامت بھی مصنّف ابو یزید کی خباثت ہے، اس ظالم نے پوری کتاب میں جہاں یزید کا نام لکھا اس پر "رضؓ" لکھ دیا چنانچہ اسی کتاب میں لکھتا ہے:

"سیّدنا حسینؓ نے جناب امیر معاویہؓ سے فرمایا تھا کہ میں "یزیدؓ" سے بہتر ہوں اس لئے خلافت میرا حق ہے اور سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تھا کہ برخوردار یزیدؓ امّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتظامی امور میں تم سے بہتر ہے۔" (رشید ابن رشید: صہ ۱۹۹)

اب جواب دیں کیا پوری زندگی میں امیر معاویہؓ یا امام حسینؓ نے یزید کو "رضی اللہ تعالی عنہ" کہا؟ ہرگز نہیں! مگر اس ظالم نے ان کی گفتگو میں یزید کے نام پر رضی اللہ کی علامت لگا دی تو کیا اب امام حسین رضی اللہ عنہ و امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بھی کوئی فتوی ہے؟

یہی ناصبی مقدّمہ ابن خلدون کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"جب یزیدؓ سے بداعمالیاں آزادانہ ہونے لگیں۔" (رشید ابن رشید: صہ ۱۹۶)

علامہ ابن خلدون صاف لکھ رہے ہیں کہ یزید سے بداعمالیاں سرزد ہونے لگیں مگر یہ ظالم اس پر بھی "یزید رض" لکھ رہا ہے، لہٰذا مفتی صاحب کے خط میں جو یزید پر رضی اللہ عنہ کی علامت لگی ہوئی ہے وہ اس بے ایمان کی اپنی زیادتی ہے، علمائے دیوبند اس کے ذمہ دار نہیں۔ پس جب مفتی صاحب کے خط میں اس کی طرف سے تصحیف ثابت ہوگئی تو اب ان خطوط کا کوئی اعتبار نہ رہا۔

رابعاً: خود مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں یزید کے متعلق لکھتے ہیں:

(۱) یزید کا فسق وفجور بھی اس وقت تک کھلا نہیں تھا (شہید کربلا: صـ ۱۳، دارالاشاعت کراچی)

(۲) یزید اور اس کے امراء وحکام نے شیطان کی پیروی کو اختیار کر رکھا ہے اور رحمٰن کی اطاعت کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور زمین میں فساد پھیلا دیا، حدودِ الٰہیہ کو معطل کر دیا، اسلامی بیت المال کو اپنی ملک سمجھ لیا، اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام کر ڈالا اور حلال کو حرام ٹھہرا دیا۔ (شہید کربلا: صـ ۵۷-۵۸)

(۳) بعض روایات میں ہے کہ یزید شروع میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر راضی تھا اور ان کا سر مبارک لایا گیا تو خوشی کا اظہار کیا، اس کے بعد جب یزید کی بدنامی سارے عالم اسلام میں پھیل گئی اور وہ سب مسلمانوں میں مبغوض ہوگیا تو بہت نادم ہوا.... یزید کی یہ زود پشیمانی اور بقیہ اہلِ بیت کے ساتھ بظاہر اکرام کا معاملہ محض اپنی بدنامی کا داغ مٹانے کیلئے تھا یا حقیقت میں کچھ خدا کا خوف اور آخرت کا خیال آ گیا، یہ تو علیم خبیر ہی جانتا ہے مگر یزید کے اعمال اور کارنامے اس کے بعد بھی سب سیاہ کاریوں ہی سے لبریز ہیں، مرتے مرتے بھی مکہ مکرمہ پر چڑھائی کے لیے لشکر بھیجے ہیں، اسی حال میں مرا ہے۔" (شہیدِ کربلا: صـ ۸۸)

اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کی حقانیت اور مظلومیت کو بیان کیا گیا اور یزید اور اس کے حکام کے ظلم وجبر کی تفصیل بیان کی گئی اس کتاب میں اسی (۸۰) دفعہ سے بھی زیادہ یزید کا نام آیا مگر کہیں بھی ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ کی علامت موجود نہیں جو رشید ابن رشید میں یزید کے نام پر اس علامت کے جعلی ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔

مولانا عبدالستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ کہنا کہ انھوں نے بھی کتاب کی تصدیق کی، سیاہ جھوٹ ہے بلکہ انھوں نے تو یزید بٹ کی سوچ ہی کو خلافِ شریعت قرار دیا ہے، ابو یزید کا سوال یہ تھا کہ میں یزید کو قطعی جنتی مانتا ہوں اس کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اہل سنت کے نزدیک ہر وہ شخص جنتی ہے جس کے متعلق بہشتی ہونے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما گئے

ہیں اس کے سوا کے لیے قطعی فیصلہ کرنا خلاف شریعت ہے۔" (رشید ابن رشید: صـ ۳۶۹)
کتنا صریح دھوکا ہے کہ اُن کے اِس موقف کو غلط رنگ اور جھوٹ بول کر تقریظ باور کرایا جا رہا ہے، ان حضرات کی اصل عبارات اسی لئے رضاخانی ترجمان نے پیش نہیں کی ہیں کہ کہیں ڈھول کا پول نہ کھول جائے۔
مولانا عبد الستار تونسوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیعہ مناظر اسمعیل گوجر کے سامنے اپنا اور اہل سنت کا نظریہ یوں بیان کرتے ہیں:
"یزید کے متعلق یہ خوف نہ کھائیں کہ یہ اہل سنّت کا امام و پیشوا ہے، یہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے دیکھئے اہل سنّت کے عقائد کی کتاب نبراس (شرح عقائد نسفی) کے صفحہ ۵۵۳ پر لکھا ہے:
و اتفقوا علی جواز اللعن علی من قتله او امر به و اجازه و رضی به۔ **ترجمہ:** اور ہمارے علماء ان لوگوں پر لعنت کرنے کے جواز پر متفق ہیں جنھوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا یا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی اجازت دی اور ان کے قتل پر راضی وخوش ہوئے اور اس کے بعد اسی نبراس کے صفحہ ۵۵۴ پر ہے: لعنة الله علیه و علی اعوانه وانصاره۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے معاونین اور مددگاروں پر جنھوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے میں اس کی امداد کی دیکھیے مولوی اسمعیل صاحب اگر یزید اہل سنّت کا امام ہوتا تو ہم اس کے متعلق یوں لکھتے"۔ (مناظرہ باگڑ سرگانہ: صـ ۲۱۶، تنظیم اہل سنّت پاکستان)
یہ حوالہ ان حضرات کے لیے بھی درسِ عبرت ہے. جو شیعیّت کے ردّ کا بہانہ کر کے یزید کی حمایت کرتے ہیں۔
الحمدللہ! ہم نے اکابر علمائے دیوبند کا یزید کے متعلّق موقف انہی کی کتابوں سے ثابت کر دیا بریلوی مناظر مفتی حنیف قریشی دیوان محمّدی پر سعید احمد کاظمی کے مضمون کے متعلق لکھتے ہیں:
علامہ سعید کاظمی.... نے دیوان محمّدی پر تقریظ سرے سے لکھی ہی نہیں بلکہ آپ سے منسوب ایک مضمون کہ جس میں انھوں نے دیوبندیوں کو وحدۃ الوجود پر اعتراض کا جواب دیا تھا خواجہ یار محمّد فریدی.... کے متّبعین میں سے کسی نے کتاب کے شروع میں چھاپ دیا ہے، علّامہ کاظمی شاہ صاحب کی طرف سے اس مضمون کی نسبت بھی مشکوک ہے خود کاظمی شاہ صاحب.... کی کسی کتاب میں یہ مضمون درج نہیں۔ (مناظرہ گستاخ کون: صـ ۵۶۴)
جب رضاخانیوں کے دربار میں سجّادہ نشینوں کی طرف سے شائع شدہ کتابوں پر ان کے اپنے مولوی کا مضمون مشکوک ہو سکتا ہے تو کسی ناصبی خارجی یزیدی کی کتاب میں علماء دیوبند سے منسوب تحریرات، مضامین و خطوط مشکوک کیوں نہیں ہو سکتے؟

بریلوی اور یزید

یزید اکابر تابعین ولی اللہ میں سے تھا: (معاذ اللہ)

مولوی عبدالسمیع رامپوری بریلوی لکھتا ہے:

"حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے ان کا بیٹا یزید تابعی تھا طبقہ وسطیٰ تابعین میں یعنی جس طبقہ میں حسن بصری اور ابن سیرین ہیں یہ اسی طبقہ میں تھا۔" (انوارِ ساطعہ: صـ ۱۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

اس کتاب پر احمد رضا خان بریلوی کی تقریظ بھی موجود ہے، تم یزید کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے طبقہ کا تابعی کہو تو کوئی بات نہیں اپنا یہ عقیدہ بھی تو لوگوں کے سامنے لاؤ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے:

خیر القرون قرنی ثم الّذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ یعنی بہترین لوگ میرے صحابہ ہیں پھر تابعین پھر تبع تابعین۔

تو تمھارے مذہب میں تو معاذ اللہ یزید کا درجہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد ہے۔

یزید کے لیے رحمت کی دعا کرنا مستحب ہے:

غلام رسول سعیدی علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"امام غزالی سے پوچھا گیا جو شخص صراحتاً یزید پر لعنت کرے کیا وہ فاسق ہے؟ اور کیا یزید کے لیے دعائے رحمت صحیح ہے؟ امام غزالی نے جواب دیا جو شخص اس پر لعنت کرے گا وہ فاسق وگناہ گار ہوگا کیونکہ مسلمانوں پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے اور ہمیں جانوروں پر بھی لعنت کرنے سے منع کیا گیا ہے اور حدیث شریف کے بموجب مسلمان کی عزت کعبہ سے زیادہ ہے یزید کا اسلام صحیح ہے اور یہ صحیح نہیں ہے کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا امر کیا یا ان کے قتل پر راضی ہوا اور جو چیز صحیح نہیں ہے اس کا گمان کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ مسلمان کے ساتھ بدگمانی جائز نہیں ہے اور جب حقیقتِ حال معلوم نہیں تو یزید کے ساتھ حسنِ ظن کرنا واجب ہے علاوہ ازیں قتل کرنا کفر نہیں ہے معصیت ہے اور اس کے لیے رحمت کی دعا کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے۔" (شرح مسلم: ۳/ ۶۲۲، فرید بک اسٹال لاہور)

رضاخانیو! امام غزالیؒ یزید کو نہ صرف مسلمان بلکہ رحمۃ اللہ علیہ اور کعبہ سے زیادہ ان کی عزت بتارہے ہیں اور یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ یزید کے متعلق جتنی بھی فسق کی باتیں ہیں تو یہ درست نہیں اور اس کو تمہارا شیخ الحدیث نقل کررہا ہے تو اب اگر غیرت ہے تو لگاؤ ان پر بھی معاذ اللہ خارجیت کا فتوی! یہ قول اگر خواناخواستہ

کوئی دیوبندی اختیار کرلیتا تو رضا خانی آسمان سر پر اٹھالیتے کہ گستاخِ اہلِ بیت ہیں خارجی ہیں مگر امام غزالی کے نام پر چونکہ عوام سے روٹیاں لینی ہیں اس لئے دیکھنا اب منہ پر تالا لگ جائے گا۔

یاد رہے کہ امام غزالیؒ کا یہ موقف جمہور کے خلاف ہے اور ہم بھی اس سے متفق نہیں ہے۔

امیر یزید:

احمد سعید کاظمی کے مدرسہ کے مدرّس پیر طریقت علامہ عبدالستار شاہ صاحب نے یزید کی حمایت میں ایک پوری کتاب لکھی ہے:

"حضرت امام غزالی کا فتوی اور امیر یزیدؒ"۔

مولانا اسحٰق سندیلوی

یزید کی حمایت میں بعض اہلِ بدعت بنّوری ٹاؤن کے سابق استاذ مولانا اسحٰق سندیلوی کی ایک کتاب کو بھی پیش کرتے ہیں، موصوف کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بلاشبہ انھوں نے اس سلسلہ میں ایک کتاب لکھی، بلکہ موصوف تو حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غلطی پر سمجھتے ہیں، اُن کی اِس غلط روش کے خلاف اہل السنّۃ ہی کے اکابر میں سے مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دو جلدوں میں مایہ ناز کتاب "خارجی فتنہ" لکھی۔اس کتاب پر بنّوری ٹاؤن کے ترجمان رسالہ بیّنات میں حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ شائع ہوا، جس میں اس کتاب کی مکمل تائید کی گئی اور مولانا اسحٰق سندیلوی صاحب کو اصلاح کی دعوت دی گئی بجائے اصلاح کے سندیلوی صاحب اس قدر دل برداشتہ ہوئے کہ بنّوری ٹاؤن ہی سے استعفیٰ دے دیا۔لہٰذا ان صاحب کا نہ تو بنّوری ٹاؤن سے تعلق رہا اور نہ بنّوری ٹاؤن نے ان کی اس کتاب کی تائید کی، مکمل تفصیل کے لیے مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "کشفِ خارجیت" کا مطالعہ کریں۔لہٰذا سندیلوی صاحب کا حوالہ پیش کرنے والے انصاف و دیانت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے یہ پس منظر بھی بیان کریں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک طرف اگر یزید کی ثناء بیان کرنے والا گروہ ہے تو دوسری طرف یزید کے بغض میں اہلِ بدعت کا گروہ روافض کے طریق پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع سے بھی نہیں چوکتا، حالانکہ یہ دونوں راستے افراط و تفریط کے ہیں۔راقم نے جہاں الحمدللہ ایک طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

فضائل پر ''الاربعین فی مناقب امیر المومنین'' پر چالیس احادیث جمع کی ہیں (اس سے پہلے اس طرز کا کام نہیں ہوا تفصیل کتاب ہذا میں ہے) تو دوسری طرف اُن کے فاسق بیٹے کے خلاف حقیقت کا اظہار بھی ضروری سمجھا، یزید کی بنیاد پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے والے حضرت آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کی نافرمان اولاد کی بنیاد پر کیا ان انبیاء پر بھی طعن و تشنیع کریں گے؟

اس غالی گروہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نظریہ ملاحظہ ہو:

اس فرقہ کے حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:

"فی زمانہ بہت سے سنّی کہلانے والے بزرگ بغضِ معاویہ کی بیماری میں گرفتار ہیں۔" (امیر معاویہ پر ایک نظر: ص ۱۳، قادری پبلشرز لاہور)

اسی طرح بریلویوں کی معروف گدّی گولڑہ کے چشم و چراغ پیر نصیر الدّین گولڑوی نے ایک کتاب ''نام ونسب'' لکھی راقم کے پاس اس کا طبع سوّم ۲۰۰۱ء کا ایڈیشن ہے۔ جسکے صفحہ (۵۱۴) پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں وارد احادیث کا انکار کیا گیا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بدعات کا رائج کرنے والا صفحہ (۵۱۹) پر کہا گیا۔ اس کے علاوہ ان کے نہ صرف کاتبِ وحی ہونے کا انکار اس کتاب میں کیا گیا، بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نامناسب رویہ اختیار کرنے جیسے دیگر کئی سنگین الزامات لگائے گئے۔

اسی طرح بریلوی مؤرّخ احمد رضا مکیش نے اپنی کتاب ''تاریخِ اسلام'' میں حضرت عثمان غنی و حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما پر اتنی گھناؤنی الزام تراشی کی کہ کتاب کے نئے ایڈیشن میں ناشر کو بھی یہ کہنا پڑا:

''اس کتاب میں مصنف کا انداز بعض مواقع پر انتہائی جارحانہ تھا اور بسا اوقات وہ مسلّمہ شخصیات کے بارے میں انتہائی سخت زبان استعمال کر گئے تھے۔" (تاریخِ اسلام تحریف شدہ ایڈیشن: ۱/ ۲۴، مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور)

آگے چلئے مختار جاوید منہاس بریلوی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مملکتِ اسلامیہ کے دو ٹکڑے کرنے اور عیسائی حکمرانوں سے حد درجہ متاثر ہونے والے دیگر کئی سنگین الزامات لگائے ہیں، (معاذ اللہ)

(ملاحظہ ہو: میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند؟ ص ۱۱-۱۲، تحریک حسن عمل پاکستان لاہور)

بریلوی امام العلماء قاضی محمّد برخوردار ملتانی بریلوی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بد عہد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے قتل کے متمنّی بلکہ ساعی اور ان کی شہادت پر خوشیاں منانے والے جیسے سنگین اور گھٹیا الزام تراشی کی ہے۔ (غوثِ اعظم: ص ۱۷۶-۱۸۲-۱۸۵، مطبوعہ زاویہ پبلشرز لاہور بار اوّل ۲۰۱۲ء)

اس کتاب کی اشاعت کے محرّک بریلوی مجاہدِ ملّت ظہور احمد چشتی گولڑوی ہیں، جب کہ ناشرین نے

کہا ہے کہ وہ عقائد ونظریات کے حوالے سے دارالعلوم محمّدیہ غوثیہ بھیرہ شریف بالخصوص ضیاء الامّت حضرت پیر محمّد کرم شاہ الازہری کے دامن سے وابستہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو: غوث اعظم: صـ xiii ـ عنوان: عرض ناشر)

پنڈی کا نام نہاد رضاخانی مناظر حنیف قریشی کا بیان ہمارے پاس موجود ہے جس میں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعارف انتہائی عامیانہ وگستاخانہ انداز میں کرتے ہوئے بار بار "No Mavia، No Mavia" کا اعلان کر رہے ہیں، (معاذ اللہ)

طاہر القادری کا ایک بیان ہمارے پاس موجود ہے جو ہمارے فیس بک پیج

www.FaceBook.com/RazaKhaniFitna

پر بھی دیکھا جاسکتا ہے، اس میں یہ ضالّ مضلّ کہتا ہے کہ میں نے دس محرّم الحرام کو لوگوں کو دیکھا کہ بد بخت امیر معاویہ کے فضائل بیان کر رہے ہوتے ہیں ایسے لوگ خارجی ہیں ایسے ملّاؤں سے پرہیز کریں لوگ ان کو جوتی مار کر مسجدوں سے نکال دیں۔ (معاذ اللہ)

حویلیاں ضلع ہزارہ کی خانقاہ محبوب آباد کا متولّی اور سجّادہ نشین محمود شاہ محدث ہزاروی اپنے ایک اشتہار میں معاذ اللہ منافق اور اور مکّہ میں مارنے کے ڈر سے ایمان لایا تھا اس کے علاوہ بھی اس میں اس قدر بکواسات کی گئی ہیں جو یہاں نقل کرنا راقم کے لیے ممکن نہیں۔

خود رضاء الحسن بریلوی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اپنے مسلک کی اس سازش اور کھلّم کھلاّ تشیعّ کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

۱- ادارہ پاکستان شناسی لاہور والے باباجی ظہور الدّین خان امرتسری نے ستمبر ۲۰۱۰ء میں "البلاغ" پر پروفیسر علّامہ سیّد محمّد سلیمان اشرف بہاری چھاپی تو اس کے شروع میں ڈاکٹر وحید عشرت کا دیباچہ شامل کیا اس میں انھوں نے حضرت معاویہ کے متعلّق کئی طرح کی سست باتیں لکھ کر ان کے کردار کو داغ دار کرنے کی کوشش کی۔

۲- پیر ہارون الرّشید (موہڑہ شریف کوہ مری ضلع راولپنڈی) نے اپنی دعا کے دوران حضرت سیّدنا ومولانا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو "منافق" کہا۔ (العیاذ باللہ)

۳- قاری ظہور احمد فیضی نے "شرح خصائص علی" میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مردود ومطرود اقوال بیان کیے ہیں۔

۴- شیخ الاظلام ڈاکٹر طاہر القادری کا بیداری شعور کے سلسلے میں کیے ہوئے ایک خطاب کا ایک چھوٹا سا حصّہ ہم تک پہنچا ہے اس میں ضمناً انھوں نے جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرنے والوں

کو فتنہ گر ملّا یزیدی ٹولہ خارجی الذہن حبِّ اہل بیت کے مخالف وغیرہ قرار دیا ہے۔

۵- ملّا برخوردار ملتانی کی کتاب غوث اعظم حال ہی میں زاویہ پبلشرز لاہور سے چھپی ہے......مصنّف نے حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ایسے حیاء سوز و ظلمت آمیز جملے لکھے ہیں جنھیں پڑھ کر کسی بھی سچّے مسلمان کا ایمان زخمی ہو جاتا ہے۔

۶- سیّد مزّمل حسین شاہ نے ایک مقام پر تقریر کی جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بڑا ہی بے باک طعن کیا جس پر حاضرین میں سے نعرہ بلند ہوا ''معاویہ پر لعنت'' (اعوذ باللہ) مزّمل حسین شاہ نے فوری طور پر اسے منع کیا، مگر چند لمحے گزرنے کے بعد اس لعین شخص کا ذکر ان الفاظ میں کیا ''میں اپنے عزیز کو داد دیتا ہوں اس کے اپنے جذبات تھے۔'' (العیاذ باللہ)

مولانا مفتی شوکت سیالوی صاحب (خانیوال) نے چند سال قبل ڈیرہ غازی خان میں ایک تقریر کی تھی جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بے احتیاطی سے کئی باتیں نکل گئیں۔ (بحوالہ سیّدنا امیر معاویہ: صہ ۶ تا ۱۱، مطبوعہ لاہور)

آگے چلیے بریلویوں کے پیر طریقت صوفی مسعود احمد لاثانی سرکار جو بقول خود پانچ سو سے زائد مزارات و آستانوں کی نمائندہ جماعت تنظیم مشائخ کے امیر ہیں کے ترجمان رسالے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی ان الفاظ میں کی جاتی ہے:

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنا جانشین نامزد کر کے اسی اصولِ دین کی خلاف ورزی کی تھی۔'' (ماہنامہ لاثانی انقلاب انٹرنیشنل: بابت دسمبر ۲۰۱۰ء، صہ ۸)

بریلوی حکیم الامّت احمد یار گجراتی حضرت امیر معاویہ و شیر خدا علی رضی اللہ عنہما کی شان میں سوئے ادبی کرتے ہوئے انہیں آپس میں کینہ پرور لکھتا ہے۔ (معاذ اللہ)

''یعنی جنّتی لوگوں کے دلوں میں جو کینہ وغیرہ تھے وہ یہاں دور کر دیے جاویں گے جیسے حضرت علی و امیر معاویہ رضی اللہ عنہما وغیرہ حضرات۔'' (نور العرفان حاشیہ کنز الایمان: صہ ۳۸۸ نعیمی کتب خانہ گجرات)

(بحوالہ الاربعین فی مناقب امیر المومنین: صہ ۳ تا ۷)

استفتاء بابت قاتلانِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الجواب بعون الوھّاب

سائل نے استفتاء میں مذکور سوال کی وجہ علّت بیان نہیں کی، لہٰذا دار الافتاء میں یہ استفتاء کس غرض

سے ارسال کیا گیا ہے ہمیں معلوم نہیں ۔دارالافتاء سے شرعی مسائل کی تحقیق کے لیے رجوع کیا جائے جو کہ دارالافتاء کا اصل مقصد ہے تاریخی واقعات جن کا عقائد وفروعات سے کوئی تعلّق نہیں پر ہماری رائے معلوم کرنے کے لیے زحمت نہ کی جائے، بلکہ اس کے لیے انفرادی طور پر دارالافتاء کے ذمہ داران سے رابطہ کیا جاسکتا ہے ۔بہر حال اگر سائل کا مقصود یہ ہے کہ چونکہ یہ حضرات مذکور فی السوال امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں ملوّث ہیں اس لیے ان کے فعل کا الزام اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رکھ کر ان پر تبرّا کیا جائے تو یہ پرلے درجے کی جہالت ہے ۔قرآنِ کریم میں ربّ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کے گناہ کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی

اگر سائل کے ہاں ''ملزم'' اور ''مجرم'' بنانے کا یہی ''نرالا اصول'' ہے تو انھیں ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے کرنی چاہیئے جن کے بیٹے قابیل نے حضرت ہابیل کو شہید کیا۔پھر اپنی توپوں کا رخ ان انبیاء کی طرف موڑنا چاہیئے جن کی آل اولاد وازواج کفر وشرک کے گناہِ عظیم میں مبتلا رہی اور ظاہر سی بات ہے کہ کفر وشرک کسی مسلم کے قتل سے ہزار درجہ بڑھ کر ہے۔

نیز ہمارا رافضیوں سے سوال ہے کہ اگر اسی بنیاد پر صحابہ کو برا بھلا کہنا ہے اور اس کے لیے اصول یہی ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی نہیں بچتے کیونکہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں ایک مشہور نام ''شمر ذو الجوشن'' کا بھی ہے جن کے بارے میں ملّا باقر مجلسی کہتا ہے کہ شیعہ تھا بہادر تھا جنگ صفّین میں حضرت علی کے ساتھ تھا۔تو اگر سوال یوں بنالیا جائے کہ امام حسین کے قاتل حضرت علی کے ساتھی تھے تو کسی رافضی کو برا تو نہیں لگے گا؟

هو من قبيلة بني كلاب و من رؤساء هوازن كان رجلا شيعيا شجاعا شارک فی معرکة صفّین الی جانب امیر المومنین (ع) ثم سكن الكوفة و داب علی روایة الحدیث۔
(سفینة البحار:۱/ ۷۱۴)

بلکہ محسن امین حسینی رافضی نے تو کھلے لفظوں میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ موصوف اور شیث بن ربعی شیعیان علی میں سے تھے مگر بعد میں دشمنِ حسین ہوگئے تو امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معتمدین نکلے اس میں صحابہ کا یا ان کی اولاد کا کیا قصور؟ پوچھنا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھو کہ ایسے لوگوں کو اپنے پاس کیوں رکھا جنھوں نے بعد میں آپ ہی کے بیٹے کو شہید کردیا؟

شهد صفّین شیث بن ربعی و شمر بن ذی الجوشن الضابی ثم حاربوا الحسین (ع)

یوم کربلا و هم من شیعۃ امیر المومنین علیؑ فکانت لھم خاتمۃ سوء۔

(فی رحاب ائمۃ اہل بیت: ۱/ ۹)

ثالثا: سوال میں مذکور پہلا نام "محمّد بن اشعث بن قیس بن کندی" کا ہے۔ اپنے دعوے پر کسی معتبر کتاب کا حوالہ نہیں دیا، معترض نے انھیں "اشعث بن قیس کندیؓ" "صحابی رسول کا بیٹا تو کہہ دیا مگر شاید تاریخ دانی کا نرا دعویٰ کرنے والے اس معترض کو یہ معلوم نہیں کہ حضرت اشعث بن قیس کندی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آذر بائیجان کے امیر تھے اور جنگ صفّین میں بھی آپ کے ساتھ شریک تھے"۔ (بلاذری: صہ ۲۷۲، تاریخِ طبری: ۴/ ۴۲۲)

معترض نے ایک اور تاریخی چشم پوشی بھی کی کہ انہی اشعث بن قیس کندی رضی اللہ عنہ کی بیٹی یعنی "محمّد بن اشعث بن قیس کندی" کی "بہن" حضرت حسن بن ابی طالب کی زوجہ محترمہ تھیں۔ (سیر اعلام النبلاء)

تو گویا معترض کو اب اعتراض اس طرح کرنا چاہیئے کہ "میدانِ کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی پکڑنے والا مسلمانوں کے چوتھے بادشاہ کے معتمد خاص کا بیٹا اور امام حسن کا سالا تھا۔"

ع ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہو ویسی سنو

سنان بن انس کا نام امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں آتا ہے اگرچہ دیگر اقوال بھی ہیں ان کے صحابی رسول کی اولاد میں سے ہونے پر ہم مطّلع نہ ہو سکے نہ معترض نے کوئی حوالہ دیا۔

تیسرا نام عمر بن سعد کا نام لکھا ان کا نام قاتلین حسینؓ میں شمار کرنے کی تردید ہماری کتب میں موجود ہے۔ دیکھو (اسد الغابہ: ۲/ ۲۹)

بلکہ زینب بنت فاطمہ نے جب ان کو دیکھا تو کہا اے عمر تو اس بات پر راضی ہے کہ ابو عبداللہ (حضرت حسینؓ) شہید کر دیے جائیں اور تو دیکھتا رہے اس پر مارے غم کے ان کے آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور ڈاڑھی آنسو سے تر ہو گئی۔

و خرجت اختہ زینب بنت فاطمۃ الیہ فجعلت تقول لیت السماء تقع علی الارض وجاء ت عمر بن سعد فقالت یا عمر أرضیت ان یقتل ابو عبد اللہ و انت تنظر فتحادرت الدموع علی لحیتہ وصرف وجھہ عنھا ثم جعل لا یقدم علی قتلہ۔

(البدایۃ والنہایہ: ۸/ ۲۰۴)

چوتھا نام حصین بن نمیر کا دیا پر کوئی حوالہ درج نہیں کیا یہ حصین بن نمیر واقعہ حرّہ میں یزید کے لشکر کا سردار تھا۔ شیعہ نے غالباً ایک دھوکا دینے کی کوشش کی اور وہ یہ کہ حصین بن نمیر تابعی بخاری کا راوی

ہے ۔اول الذکر کو ممتاز کرنے کیلئے ’’حصین بن نمیر الامیر‘‘ ذکر کیا جاتا ہے غالباً شیعہ نے یہی مغالطہ دینے کی کوشش کی ۔اوّل الذکر سے ہم بیزار ہیں اور ثانی الذّکر ہمارا امام ہے مگر اس کا واقعۂ کربلا میں کوئی کردار نہیں ہے ۔

پانچواں نام یزید بن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دیا یزید کے فسق پر اکابر علمائے دیوبند کا اجماع ہے ۔

نیز ان حضرات پر قتل امام حسین رضی اللہ عنہ کا الزام لگانا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے اس لئے کہ شیعہ کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ امام اپنی موت پر خود قادر رہوتا ہے (اصول کافی) ۔جب امام اپنی موت پر خود قادر ہے تو کسی اور کو کیا جرأت ہے کہ اس کو قتل کر سکے اس صورت میں اگر قتل کیا بھی تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے خود اپنے آپ کو اپنی مرضی سے مارا معاذ اللہ اس لئے خواہ مخواہ میں دوسروں پر الزام تراشی کرنے کے بجائے امام حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا جائے ۔

رابعا: اصولِ مناظرہ میں فریقِ مخالف پر اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے دو طریقے بتائے گئے ہیں ایک برہانی دوسرا جدلی ۔جدلی جسے الزام علی الخصم بھی کہا جاتا ہے جس میں ایسے مسلّمات سے فریقِ مخالف کا ردّ کیا جائے جو اسے بھی تسلیم ہو ہمارے عرف میں اسے ’’الزامی جواب‘‘ کہا جاتا ہے اور برہانی انداز کو ’’تحقیقی جواب‘‘ مگر دعوے کے ثبوت میں دونوں انداز مستقل حجّت ہیں ۔ لہٰذا ہم الزام علی الخصم کے طور پر چند رافضی کتب کے حوالہ جات پیش کر رہے ہیں جن سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ’’اصل قاتل‘‘ خود ’’شیعہ‘‘ تھے ۔

حوالہ ۱: مشہور شیعہ مجتہد ملّا باقر مجلسی لکھتا ہے:

’’کثرتِ خطوط اہل کوفہ : یہ خط عبداللہ بن مسمع ہمانی اور عبداللہ بن دال کے ہاتھ بخدمت امام حسینؑ روانہ کیا اور اصرار کیا کہ یہ خط بہت جلد خدمتِ امام میں پہنچا دینا پس یہ دونوں قاصد دسویں ماہ مبارک رمضان کو میں داخلِ مکّہ ہوئے اور نامہ اہل کوفہ خدمتِ امام حسینؑ میں پہنچا دیا ان دونوں قاصدوں کی روانگی کے بعد دو روز پھر اہل کوفہ نے قیس بن مسہرہ ،عبداللہ بن شداد عمارہ بن عبداللہ ڈیڑھ سو خطوط جو اہل کوفہ نے لکھے تھے دیگر بخدمت امام حسینؑ روانہ کیا اور پھر دو روز کے بعد تین چار بلکہ زیادہ لوگوں نے ایک خط لکھا اور ہمدست ہانی بن ہانی سبعی وسعید بن عبداللہ حنفی بخدمت آنحضرت روانہ کیا اور خط میں لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ عریضہ شیعوں اور ذرویوں ومخلصوں کی طرف سے امام حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب‘‘ ۔(جلاء العیون: ۲ /۱۸۹)

حوالہ ۲: بارہ ہزار خطوط اہل کوفہ سے آگئے حضرت نے ان کے آخری خط کے جواب میں لکھا بسم

اللہ الرحمن الرحیم یہ خط حسینؑ بن علی کا شیعوں مومنوں مسلمانوں اہل کوفہ کی طرف“ (جلاء العیون: ۲/ ۱۹۰)

ان دونوں حوالوں میں اس بات کی تصریح ہے کہ یہ ہزاروں خطوط ”اہل کوفہ“ اور ”شیعوں“ کی طرف سے لکھے گئے تھے شیعہ کی صراحت خود شیعہ کی طرف سے کیئے جانے کے بعد مزید تفصیل کی ضرورت نہیں، مگر ہم مزید اتمامِ حجّت کے لیے یہاں ایک حوالہ نقل کر دیتے ہیں کہ شیعہ کے ہاں ”اہل کوفہ“ سے کون لوگ مراد ہوتے ہیں؟

حوالہ ۳ : قاضی نور اللہ شوستری لکھتا ہے:

تشیّع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد وسنّی بودن کوفی الاصل خلافِ اصل ومحتاجِ دلیل است اگرچہ ابوحنیفہ کوفی است۔ (مجالس المومنین: مجلس اوّل، صـ ۲۵)

ترجمہ: اہل کوفہ کے شیعہ ہونے کے لیے کسی دلیل کی حاجت نہیں کوفیوں کا سنّی ہونا خلافِ اصل ہے جو محتاجِ دلیل ہے اگرچہ ابوحنیفہ کوفی تھے۔

پس جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ اہلِ کوفہ سب کے سب شیعہ تھے اور ان کے خطوط میں ان کے شیعہ ہونے کی بھی وضاحت ہے تو معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلانے والے یہی شیعہ تھے۔

مقتل ابی مخنف میں بھی تفصیل کے ساتھ انہی شیعی کوفیوں کے خطوط کا ذکر ہے۔ ملاحظہ ہو مقتل ابی مخنف: صـ ۱۶ تا ۷۵ محمّد علی بک ایجنسی۔ اب بلائے جانے کے بعد انہی شیعوں نے اہلِ بیت اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا کیا ملاحظہ ہو:

حوالہ ۴ : امام حسین نے اوّلاً مسلم بن عقیل کو اپنا نمائندہ بنا کر کوفہ روانہ کیا تو اس وقت اٹھارہ ہزار شیعہ مسلم بن عقیل کے گرد جمع ہو گئے اور مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر امام حسین کی بیعت کی (جلاء العیون: ۲/ ۱۹۳)

حوالہ ۵ : امام حسین کو خط لکھنے والے مرکزی شیعہ ہانی بن ہانی تھے مسلم بن عقیل ان ہی کے گھر ٹھہرے اور کئی ہزار شیعوں سے بیعت کی مگر جب ابن زیاد کو اس کی خبر ہوئی اور ہانی کو طلب کیا تو اس نے صاف کہہ دیا کہ اگر حکم ہو تو مسلم بن عقیل کو ابھی گھر سے نکال دوں یہ بھی یاد رہے کہ اسی ہانی کی مکّاری کی وجہ سے ابن زیاد مسلم بن عقیل کے ہاتھوں ان کے گھر میں قتل نہ ہو سکا (ملخّصاً، جلاء العیون: صـ ۱۹۶، ۱۹۸)

حوالہ ۶ : اس کے بعد ابن زیاد نے اہل کوفہ کو ڈرایا دھمکایا تو اس کے بعد کی کیفیت کو شیعہ ملّا باقر مجلسی نے ”اہل کوفہ کی بے وفائی“ کا عنوان دے کر بیان کیا اور لکھا کہ شام تک مسلم بن عقیل کے ساتھ صرف تیس شیعہ رہ گئے اور مسجد کے دروازے پر آنے تک ایک بھی کوئی شیعی آپ کے ہمراہ نہ رہا (جلاء العیون: صـ ۲۰۰)

کوفی شیعوں کی اس بے وفائی کو دیکھ کر مسلم بن عقیل نے کہا: ’’اہل کوفہ نے مجھے فریب دے کر آوارہ وطن کیا عزیز و اقارب سے چھوڑایا اور میری نصرت نہ کی بلکہ تنہا چھوڑ دیا۔‘‘ (جلاء العیون: صـ ۲۰۱)

حوالہ نمبر ۷ : مسلم بن عقیل نے وصیّت کی: امام حسینؑ کو اس مضمون کا خط لکھ کر کوفیوں نے مجھ سے بے وفائی کی اور آپ کے پسرِ عمّ کی نصرت و یاری نہ کی ان کے وعدوں پر اعتماد نہیں ہے آپ اس طرف نہ آئیں۔‘‘ (جلاء العیون: صـ ۲۰۴)

حوالہ نمبر ۸ : محمدّ بن حنفیہ خدمت حضرت میں حاضر ہوئے اور کہا اے برادر جو کچھ اہل کوفہ نے مکر وغدر آپ کے پدر و برادر کے ساتھ کیا آپ جانتے ہیں، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ سے بھی ویسا ہی سلوک نہ کریں۔‘‘ (جلاء العیون: صـ ۲۰۷)

اس خط میں صاف وضاحت ہے کہ کوفیوں نے جو مکر آپ کے والد یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا اور آپ کے بھائی یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا، کہیں وہی آپ کے ساتھ نہ کریں اور یہ بات معلوم ہے کہ کوفیوں نے ان دونوں حضرات کو شہید کیا محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ خدشہ درست ثابت ہوا اور بعد میں انہی کوفی شیعوں جن کے خطوط پر اعتماد کر کے اہلِ بیت گھر سے نکلے ان اہلِ بیت کو بے دردی سے شہید کر دیا۔

حوالہ نمبر ۹ : امام حسین رضی اللہ عنہ نے صاف اس بات کا اقرار کیا کہ مجھے جن لوگوں نے خطوط لکھے ہیں وہی مجھے قتل کریں گے اور اس بات کو ثابت کیا جا چکا ہے کہ خط لکھنے والے شیعہ تھے تو اب خود مقتول کی گواہی کے بعد کسی کو کیا حق ہے کہ ناحق کسی پر قتل کا الزام لگائے، چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’اہل کوفہ نے مجھے خطوط لکھے اور مجھے بلایا اور یہ لوگ مجھے قتل کریں گے۔‘‘ (جلاء العیون: صـ ۲۱۰-۲۱۱)

حوالہ نمبر ۱۰: ’’جب دوسرا دن ہوا عمر بن سعد لعین مع چار ہزار منافقین داخلِ کربلا ہوا اور مقابلِ لشکر امام حسینؑ اترا...... ان میں سے اکثر وہی لوگ تھے جنھوں نے خطوط لکھے اور حضرت کو عراق میں بلایا تھا۔‘‘ (جلاء العیون: صـ ۲۲۰)

اس حوالے میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لیے آنے والے اکثر وہی لوگ تھے جنھوں نے آپ کو خطوط لکھے۔

حوالہ نمبر ۱۱ : امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ان شیعوں کوفیوں کی بے وفائی کو دیکھا تو کیا فرمایا یہ قول خود قاتل کے خلاف مقتول کی شہادت ہے:

’’اے بے وفایان جفا کارانِ خدا! تم پر وائے ہو تم نے ہنگامہ اضطراب و اضطرار اپنی مدد کو مجھے

بلایا اور جب میں نے تمہارا کہنا قبول کیا اور تمہاری نصرت و ہدایت کرنے کو آیا اس وقت تم نے شمشیر کینہ مجھ پر کھینچی۔" (جلاء العیون: صـ ۲۳۲)

"شمشیر کینہ" کا لفظ اس بات کی صراحت کر رہا ہے کہ ان کوفی شیعوں کو شروع دن سے اہلِ بیت سے سخت قسم کا کینہ تھا اور اسی کینہ کی بنیاد پر اوّلاً امام حسین رضی اللہ عنہ کے والد پھر ان کے بھائی اور اب دھوکا دے کر ان کو شہید کرنے کے درپے ہیں اور آج بھی اسی فریب و دھوکہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے جعلی ماتم کر کے قتل کا الزام دوسروں پر لگاتے ہیں۔

حوالہ ۱۲: ام کلثوم فرماتی ہیں: "اے اہلِ کوفہ! تمہارا حال اور مآل بُرا ہو اور تمہارے منہ سیاہ ہوں تم نے کس سبب سے میرے بھائی حسینؑ کو بلایا اور ان کی مدد نہ کی اور انھیں قتل کر کے مال و اسباب ان کا لوٹ لیا۔" (جلاء العیون: صـ ۲۷۳)

اس میں بھی اہلِ بیت اور اس واقعہ کی عینی شاہدہ کی طرف سے اس بات کی صراحت ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلانے والے ہی ان کے قاتل تھے۔

حوالہ ۱۳: حضرت زین العابدین فرماتے ہیں: ایّہا النّاس! میں تم کو قسم خدا کی دیتا ہوں تم جانتے ہو کہ میرے پدر کو خطوط لکھے اور ان کو فریب دیا اور ان سے عہد و پیمان کیا اور ان سے بیعت کی آخر کار ان سے جنگ کی۔" (جلاء العیون: صـ ۳۷۳)

یہ اس واقعہ کے ایک اور عینی شاہد کا بیان ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے بلانے والے ہی تھے۔ الحمد للہ ہم نے "امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل کون" پر خود مقتول، دو عینی گواہوں اور دو مزید گواہ (محمد بن حنفیہ، مسلم بن عقیلؓ) کی گواہیاں پیش کر دیں کہ انھوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل انہی لوگوں کو بتایا جنھوں نے آپ کو خطوط لکھ کر بلایا ان میں سے کسی نے بھی سوال میں مذکور افراد کا نام نہیں لیا، لہٰذا شرعی قاعدے کے مطابق کوفی شیعہ ہی امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں جبکہ جن افراد کا نام لیا گیا ان پر قتل کا محض الزام ہے کوئی شرعی ثبوت موجود نہیں۔

رافضی تاویلات:

تاویل ۱: جلاء العیون کا محشّی کوثر بریلوی کہتا ہے کہ "خطوط لکھنے والے شیعہ نہ تھے، کیونکہ وہ امام کا مطالبہ کر رہے تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ آپ آئیں، کیونکہ یہاں ہمارا کوئی امام نہیں جبکہ شیعہ مذہب میں تو امام منصوص من اللہ ہوتا ہے کسی کو امام منتخب کرنے کا اختیار نہیں۔" (جلاء العیون: صـ ۱۸۹)

جواب: یہ بھی شیعہ کا مکر ہے اوّلاً اس لیے کہ جب خود خطوط لکھنے والوں کی طرف سے شیعہ ہونے کا

اقرار موجود ہے اور بقول شیعہ کوفہ میں شیعہ ہی تھے تو بغیر کسی معتبر دلیل کے عقلی ڈھکوسلوں سے تو بات نہیں بنے گی۔ ثانیا! افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کوثر بریلوی کی جہالت کا یہ حال ہے کہ اسے خود اپنے مذہب کی تاریخی کتب کی عبارت فہمی کا بھی سلیقہ نہیں۔ کوفی جن معنوں میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی امامت کا ذکر کر رہے ہیں وہ اس معنی میں امام نہیں جو منصوص من اللہ ہے وہ تو پہلے ہی ان کا عقیدہ تھی تبھی تو یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بجائے امام حسین رضی اللہ عنہ کو طلب کر رہے ہیں، بلکہ وہ تو سیاسی امامت کے لیے بلا رہے تھے، چنانچہ خود امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس "امام" کے لفظ کی تشریح جو خط میں مذکور تھی ان الفاظ میں کی:

"میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں کہ امام وہی ہے جو درمیانِ مردم بکتابِ خدا حکم اور بعدالت قیام کرے اور قدم جادہ شریعتِ مقدسہ سے باہر نہ رکھے اور لوگوں کو دینِ حق پر مستقیم رکھے۔" (جلاء العیون: صـ ۱۹۰)

تاویل ۲: وہ شیعہ مخلص نہ تھے منافق تھے۔

جواب: یہ دعویٰ بھی بلا دلیل ہے اور اپنی کتب سے جہالت کا ثبوت ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھنے والے مخلص شیعہ ہی تھے، چنانچہ جب ان کا ایک قاصد جب گرفتار ہوا تو:

"حصین بن نمیر لعین نے اس قاصد کو پکڑ لیا اور چاہا وہ خط امام حسینؑ کا اس سے چھین لے قاصد نے وہ خط چاک کر ڈالا اور حسینؑ کا نہ دیا حصین بن نمیر شقی نے قاصد امام حسین کو ابن زیاد کے پاس بھیج دیا ابن زیاد نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں علی ابن طالب اور ان کے فرزند گرامی کا شیعہ ہوں ابن زیاد نے کہا تو نے خط کیوں چاک کیا قاصد نے کہا اس وجہ سے چاک کیا کہ تو اس مضمون پر مطلع نہ ہونے پائے ابن زیاد نے کہا وہ کس نے لکھا تھا اور کس کے نام تھا قاصد نے کہا خط امام حسینؑ نے ایک جماعت اہل کوفہ کو لکھا تھا کہ میں ان کے ناموں سے واقف نہیں ہوں ابن زیاد شقی غضب ناک ہوا اور کہا میں تجھ سے دستبردار نہ ہوں گا جب تک تو ان لوگوں کے نام مجھ سے بیان نہ کرے گا اور منبر پر جا کر امام حسین ان کے پدر، مادر و برادر کو ناسزا کہے گا اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا، قاصد منبر پر گیا اور جمیع بنی امیہ پر لعن بے شمار کیا۔" (جلاء العیون: صـ ۲۱۲-۲۱۳)

جمیع بنو امیہ پر بے شمار لعنت کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ قاتلین امام حسین رضی اللہ عنہ یہی بدبخت تبرّا باز شیعہ تھے۔

ثانیا عبداللہ بن قیطیر شہادت کے وقت فرماتے ہیں:

"ہمارے شیعوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا ہے۔" (جلاء العیون: صـ ۲۱۴)

"ہمارے شیعوں" کا لفظ ہی بتا رہا ہے کہ وہ شیعہ منافق نہیں بلکہ بقولِ روافض ان کے اپنے مخلص

شیعہ تھے۔ہمارے اس لفظ کی وضاحت خود اسی کتاب میں ایک اور جگہ پر موجود ہے چنانچہ رافضیوں کا بارہواں امام غائب کہتا ہے:

"جو ہمارے شیعوں میں سے زمین پر ہوگا خدا اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجے گا....خداوند عالم ہمارے شیعوں کو چند ایسی کرامتیں بخشے گا۔" (جلاء العیون: صـ ۲۶۱)

کوثر بریلوی جی! جب یہ "ہمارے شیعہ" امام مہدی کے پاس ہوں تو صاحبِ کرامت بن جائیں اور جب یہی "ہمارے شیعہ" امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ہوں تو منافق بن جائیں؟ ٹھیک ہے تقیہ آپ کا مذہب ہے، لیکن کیا آپ کی غیرت گوارا کرتی ہے کہ اپنے آباء واجداد کو منافق کہتے پھریں؟ اور پھر ان کے نام پر ٹکڑے بھی کھائیں؟

الغرض امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں یہی شیعہ ملوث تھے، مخلص مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں نہ ہی اہل السنۃ پر اس کا کوئی الزام ثابت کیا جا سکتا ہے، بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد اپنے شیعوں سے کس قدر بیزار تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم جو اہل السنۃ کے ائمہ ہیں پر کس قدر اعتماد کرتے تھے اس کے لیے فی الوقت صرف ایک حوالہ نقل کر کے میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ انہی شیعوں کی مکاریوں سے دل برداشتہ ہو کر فرماتے ہیں:

"بخدا اس جماعت سے میرے لیے معاویہ بہتر ہے یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں اور میرا ارادۂ قتل کیا، میرا مال لوٹ لیا، قسم بخدا! اگر معاویہ سے عہد لوں اور اپنا خون حفظ کروں اور اپنے اہل وعیال سے بے خوف ہو جاؤں اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کریں اور میرے اہل وعیال وعزیز واقارب ضائع ہو جائیں، قسم بخدا! اگر میں معاویہ سے جنگ کروں یہی لوگ مجھے اپنے ہاتھ سے پکڑ کر معاویہ کو دے دیں۔" (جلاء العیون: ۱/ ۳۷۹، عباسی بک ایجنسی، لکھنؤ انڈیا)

اللہ اکبر! کیا اب بھی کوئی شک وشبہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہلِ بیت کے قتل سے بری ہیں اور ان کو قتل کرنے والے ان کا مال واسباب لوٹنے والے یہی شیعہ بدبخت ہیں۔

وما علینا الاّ البلٰغ المبین

ساجد خان نقشبندی

خادم الطّلباء حال جامعہ مدنیہ کراچی

۱۶؍محرّم الحرام ۱۴۳۷ھ یوم الجمعہ

بابِ اوّل

یزیدی ناصبیوں کی حضرت علی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی شان میں چند گستاخیاں

یزیدی ناصبی محمد عباسی کی حضرت امام حسینؓ کی شان میں گستاخی کہتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین کیلئے نہیں بلکہ حب جاہ کیلئے یزید کے خلاف نکلے معاذ اللہ



۱۶۹

نگرانی سے بچ کر حسینؓ بمعیت عبداللہ (ابن الزبیرؓ) مکہ کی مقدس سرزمین پر پناہ گزیں ہوئے تھے اہالیانِ کوفہ کے خطوط و مراسلات جب اُن کو موصول ہو گئے تو ان کو اس سے بے انتہا خوشی ہوئی۔ ان خطوط میں التجا کی گئی تھی کہ وہ آن کر ان کی قیادت کریں۔ کوفیوں کی ان تحریرات میں یہ عہد کیا گیا تھا کہ ہم آپ کو خلیفہ تسلیم کرلیں گے، اور پوری آبادی کو آپ کی خلافت قبول کرنے پر راضی کرلیں گے۔ کوفہ سے قاصد پر قاصد بڑی سرعت سے آتے رہے آخری قاصد جو بڑی طویل درخواست لایا تھا اُس کے ساتھ کوئی ڈیڑھ سو صفحات کی فہرست لوگوں کے دستخطوں کی منسلک تھی حسینؓ کے دوراندیش دوستوں نے لاکھ منت سماجت کی کہ ایسی خطرناک مہم کے اندر ناعاقبت اندیشانہ اپنے کو جوکھم میں نہ ڈالیں اور ان لوگوں کے مواعید اور مصنوعی جوش و ولولہ پر اعتماد نہ کریں جنہوں نے انکے والد سے دغا کی تھی اور ان کو دھوکہ دیا تھا مگر حسینؓ نے حب جاہ کی مہلک ترغیبات پر کان دھرنے کو ترجیح دی اور ان لاتعداد خطوط و دعوت ناموں کی فخریہ طور سے نمائش کرتے رہے جو ان کو موصول ہوئے تھے اور جن کی تعداد جیسا کہ شیخی سے کہتے تھے ایک اونٹ کے بوجھ کے مساوی تھی۔ قضا کے سامنے بالآخر انھوں نے سر جھکا دیا اور کوفہ روانہ ہو گئے ....

(قتل مسلم کے) مصیبت خیز واقعات کی خبریں حسینؓ ...... کو اس وقت ملیں جب کوفہ سے کچھ زیادہ دور نہ تھے ان کے ساتھ مشکل سے سو نفوس تھے جن میں زیادہ تر ان کے اہل خاندان تھے بایں ہمہ انھوں نے سفر

خلافتِ معاویہ و یزید

یعنی

اموی خلافت کا پس منظر، خلافت و سیرۃ معاویہ و یزید بن معاویہ، حادثۂ کربلا، اور فتنۂ حرہ پر بے لاگ تحقیق و ریسرچ

مؤلفہ

محمود احمد عباسی

محمود عباسی کی بکواس حضرت علیؓ حضرت عثمان غنیؓ کا دشمن تھے معاذاللہ

۱۰۴

ان کے چشم تصور میں یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک رہا ہوگا جو قصاص عثمانؓ کی بیعت کے لئے اٹھا تھا اور آج بیس برس بعد وہ آپ کی بیعت قصاص پوری کرنے اور مجرموں کو سزا دینے کے لئے مکہ سے بائیس منزلوں کی دشوارگزار راہ طے کرتے ہوئے صحابہ و تابعین کی معیت میں بصرہ تشریف لے گئیں۔

ام المومنین اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کا یہ اقدام حالات اور واقعات کی رو سے بالکل صحیح اقدام تھا اور قاتلین و مجرمین سے انتقام لینے کی غرض سے تھا حضرت علیؓ کی مخالفت کا کوئی شائبہ تک اس اقدام میں شامل نہ تھا کیونکہ ان کے جلو میں تین ہزار سواروں کے لشکر نے بصرہ کی جانب کوچ کیا تھا مدینہ کی جانب۔ حضرت علیؓ کا مادر مومنین کے مقابلہ میں آنا ہر اعتبار سے غلط تھا۔[1]

[1] حضرت علیؓ جب مدینہ سے چلنے لگے صحابہ نے سمجھایا کہ نہ جائیں مگر انہوں نے کہنا نہ مانا اور روانہ ہو گئے جب مقام ربذہ پہنچے ان کے بڑے صاحبزادے حسنؓ آ کر ملے اور اپنے والد سے شکایت کرنے لگے کہ مدینہ سے کیوں نکلے اور کیوں ہر دفعہ میری بات نہیں مانتے، حضرت علیؓ نے پوچھا بتاؤ میں نے تمہاری کونسی بات نہیں مانی حسنؓ نے کہا جب عثمانؓ کا محاصرہ ہوا تھا میں نے کہا تھا کہ آپ مدینہ سے باہر چلے جائیں اور ان کے قتل کے وقت مدینہ میں موجود نہ رہیں پھر وہ قتل ہو گئے میں نے آپ سے کہا تھا کہ جب تک عرب کے وفود اور باہر شہروں کی بیعت نہ آجائے بیعت نہ لیں پھر ان لوگوں (یعنی ام المومنین عائشہؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ) کے اقدام کے وقت میں نے کہا کہ آپ گھر میں بیٹھے رہیں مگر آپ نے میری ایک بات بھی نہ مانی حضرت علیؓ نے جواب میں اپنی بیعت لینے کے بارے میں فرمایا مجھے ڈر تھا کہ خلافت ضایع نہ ہو جائے۔ اہل حل و عقد مدینہ والے تھے نہ کہ سارے عرب اور تمام شہروں کے لوگ۔ رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا تو آپ کے بعد میں ہی خلافت کا سب سے زیادہ حق دار تھا لیکن لوگوں نے دوسروں کے ہاتھ پر بیعت کرلی میں نے ان پر کوئی جبر نہیں کیا۔ اب جو شخص مخالفت کرے گا میں اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ اس سے لڑوں گا حتیٰ کہ خدا فیصلہ فرمادے۔ (ابن خلدون صفحہ ۲۱۴ ملخصاً)

حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے بیٹوں اور عزیزوں کے بارے میں یہ الفاظ کہیں نہیں ملتے کہ حضرت عثمانؓ کی محصوری کے زمانہ میں آپ لوگ مدینہ سے باہر چلے جائیں حضرت علیؓ ہی کے بارے میں ان کے صاحبزادے اور چھیرے بھائی کے منہ سے ملتے ہیں جس سے ثابت ہے کہ حضرت علیؓ کی حضرت عثمانؓ سے مخالفت اس قدر نمایاں تھی کہ ان کے عزیز و قریب ان کا مدینہ میں رہنا اس نازک وقت میں مناسب نہ سمجھتے تھے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ قتل کی سازش میں شریک تھے کوئی ثبوت نہیں ہے۔

تحقیق مزید

بسلسلۂ

خلافت معاویہؓ و یزیدؒ

مؤلفہ

محمود احمد عباسی

شائع کردہ

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مکان نمبر ۳، رو نمبر ۷، سب بلاک A، بلاک نمبر ۱۔ ناظم آباد

نزد مسجد قدوسیہ، کراچی ۷۴۶۰۰

فون نمبر : ۶۲۱۴۶۹

قیمت : ایک سو پچاس روپے

جہاد میں حضرت علیؓ کا کوئی حصہ نہیں

محمود عباسی یزید کی بکواس

تحقیق مزید

بسلسلۂ

خلافت معاویہؓ و یزیدؒ

مؤلفہ

محمود احمد عباسی

شائع کردہ

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مکان نمبر ۳، روڈ نمبر ۷، سب بلاک A، بلاک نمبر ۱، ناظم آباد

نزد مسجد قدوسیہ، کراچی ۷۴۶۰۰

فون نمبر: ۶۶۱۳۳۰۹

قیمت: ایک سو پچاس روپے

۱۷۳

نے نہ کبھی کوئی شعر کہا اور نہ شعر گوئی کا مذاق رکھتے تھے۔ ابتدائی زمانہ بعثت رسول اللہ میں مشرکین شعراء ہجویہ اشعار کہا کرتے تھے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ علیؓ کو ارشاد فرمادیں کہ جواب دیں آپ نے فرمایا لیس عندہ ذلک یعنی ان میں اس کا مادہ نہیں۔ سیرۃ ابن ہشام میں جو اشعار ان سے منسوب ہیں صاحب کتاب نے خود لکھ دیا ہے کہ فن شعر سے جو بھی واقفیت رکھتا ہے اس کا قائل نہیں کہ حضرت علیؓ کے یہ اشعار ہوں (سیرت ابن ہشام ص۱۳۶ ج۲) ابو عبید اللہ المرزبانی مولف معجم الشعراء جو شیعوں میں شعر کا سب سے بڑا نقاد تھا دو رجزیہ بیتیں لکھ کر کہتا ہے لم یصح ان علیاً تکلم من الشعر بشئی غیر بیتین یعنی یہ صحیح نہیں کہ علیؓ نے دو بیتوں کے سوائے کوئی شعر کہا ہو مگر لطف یہ ہے کہ منسوبہ دیوان میں یہ دو بیتیں بھی نہیں ہیں۔ زمانہ حال کے نقاد احمد تیمور مستقیم زادہ کا یہ مقولہ صحیح ہے کہ "دیوان علی" کے اشعار اصل مالکوں کے حوالے کر دیے جائیں تو "دیوان علی" کی جیب خالی ہو جائے۔[۱]

جہاد افضل جہاد تو جہاد باللسان ہے یعنی زبان سے تبلیغ دین کی کرنا اس میں رسول اللہ صلعم کے بعد حضرت ابو بکرؓ ہیں جن کے ہاتھ پر اکابر صحابہ اسلام لائے ان کے بعد حضرت عمرؓ ہیں اس میں حضرت علیؓ کا حصہ بہت کم ہے پھر مال سے جہاد کرنا اس میں حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کا حصہ ہے اور زیادہ حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ علامہ ابن حزم نے ایک قسم جہاد کی بوقت جنگ رائے و مشورہ کی بھی قرار دی ہے اور لکھا ہے کہ اس کو خالص ابو بکرؓ کے لئے پایا اس کے بعد عمرؓ کے لئے حضرت علیؓ کا اس میں بھی کوئی حصہ نہیں۔ چوتھی قسم جہاد کی نبرد آزمائی و نیزہ بازی و شمشیر زنی ہے اس کو وہ اس دلیل و برہان سے ادنیٰ جہاد قرار دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین میں یقیناً سب انسانوں سے زیادہ بہادر و شجاع تھے اپنی ذات

---

[۱] حضرت علیؓ کے والد ابو طالب اور بڑے چچا زبیر دونوں شاعر تھے۔ ابو طالب کے ندیم و گہرے دوست مسافر بن ابو عمرو بن امیہ تھے وہ اموی خاندان کے اچھے شاعر تھے ایک سفر تجارت میں حیرہ گئے تھے وہیں انتقال کر گئے ابو طالب نے اپنے اموی دوست کا مرثیہ کہا تھا جو متعدد کتب میں درج ہے (کتاب نسب قریش ص۱۳۲)

یزیدی ناصبی محمود عباسی کی بکواس حضرت علیؓ جہاد سے بھاگنے والے تھے معاذاللہ

۱۲۷

یہ ایک شیعی مصنف کا بیان ہے جو مودودی صاحب کا ماخذ بھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کو خلیفہ بنانے کی خواہش الگ الگ مختلف گروہوں کی تھی، لیکن ان حضرات سے مایوس ہو کر انہوں نے سب کے اتفاق رائے سے جس شخص کی خدمت میں وفد بھیجا وہ اول حضرت سعدؓ تھے اور پھر حضرت ابن عمرؓ گویا باغی اور مفسد بھی یہ جانتے تھے کہ اس ماحول میں اگر کسی شخص پر اجماع ہو سکتا تھا تو وہ حضرت سعدؓ کی ذات تھی اور ان کے بعد حضرت ابن عمرؓ کی، مودودی صاحب کا یہ قول باطل ہے کہ حضرت علیؓ سب سے افضل تھے۔

عقد بیعت مودودی صاحب کا دعویٰ ہے (ص ۱۲۱) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دوسرے اہل مدینہ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا "یہ نظام کسی امیر کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا، لوگوں کے لئے ایک امام کا وجود ناگزیر ہے اور آج آپ کے سوا ہم کوئی ایسا شخص نہیں پاتے جو اس منصب کے لئے آپ سے زیادہ مستحق ہو نہ سابق خدمات کے اعتبار سے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کے اعتبار سے انہوں نے انکار کیا اور لوگ اصرار کرتے رہے۔"

یہ بیان بھی محض خیالی اور جذباتی ہے، اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسی خلاف واقعہ بات کیسے کہہ سکتے تھے۔ کیا انہیں معلوم نہ تھا کہ حضرت علیؓ کی جہادی خدمات صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک تھیں اور عہد رسالت کے ان جہادی معرکوں میں بھی وہ منفرد نہ تھے۔ دیگر صحابہ حضرت حمزہؓ حضرت سماک ابو دجانہ انصاریؓ حضرت زبیرؓ وغیرہم نے بڑھ بڑھ کر حصہ لیا تھا۔ مسلمانوں پر بعد میں جو مصیبتیں آئیں اور جیسے قوی دشمنوں سے انہیں برسر پیکار ہونا پڑا، ان میں حضرت علیؓ نے کوئی حصہ نہیں لیا حالانکہ ان کی جوانی کا عالم تھا۔ عہد رسالت کے بعد کسی ایک جہاد میں بھی ان کا نام نہیں ملتا برخلاف اس کے حضرت سعدؓ اور حضرت زبیرؓ حضرت خالد بن ولیدؓ سیف اللہ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دے کر ... حضرت سعدؓ اور ... رہتی دنیا تک یہ امت ان پر فخر کرے گی اور ان کی احسان مند رہے گی لہٰذا حضرت سعدؓ اور حضرت زبیرؓ کی موجودگی میں نہ سابق خدمات کا ذکر کیا جا سکتا تھا اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

تبصرۂ محمودی بر ہفوات مودودی

حصہ اول

اسلامی سیاسی نظام بعہد عثمانؓ و علیؓ و معاویہؓ و دیگر خلفاء رضی اللہ عنہم اجمعین

(نظر ثانی ایڈیشن)

محمود احمد عباسی

ناشر مکتبہ محمود ... بی ایریا، لیاقت آباد کراچی

حضرت علیؓ کی کھلی توہین و فضائل کا انکار

تبصرۂ محمودی

بر

ہفواتِ مودودی

حصہ اوّل

اسلامی سیاسی نظام بعہد عثمانؓ، علیؓ و معاویہؓ و دیگر خلفاء رضی اللہ عنہم اجمعین

(نظر ثانی ایڈیشن)

محمود احمد عباسی

ناشر مکتبہ محمود ۱/۱۴ بی ایریا، لیاقت آباد کراچی

۱۲۴

ہوگئے تھے ان میں سے ہر صاحب ہر اعتبار سے یکساں عظمت وحرمت رکھتے تھے۔ مودودی صاحب کا یہ خیال محض جذباتی ہے کہ ان میں سے حضرت علیؓ ہر لحاظ سے پہلے نمبر پہ تھے۔ حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں، اگر ایسا ہوتا تو انہی پہ اتفاق کرلیا جاتا۔ حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ کا استحقاق محض اس وجہ سے تھا کہ باقی حضرات الگ ہو چکے تھے اور جو دو بچے تھے ان میں سے ایک امیدوار خلافت پر فائز رہ کر شہید ہو چکے تھے، اگر حالات معمول پر ہوتے اور حضرت عثمانؓ کی وفات طبعی ہوتی اور وہ بے وصیت کئے اس دنیا سے جاتے تو ایک درجہ میں یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت علیؓ کی طرف نگاہیں اٹھتیں۔

بلکہ اغلب یہ ہے کہ انتخاب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا ہوتا، کیونکہ وہ سابقیت کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عملی سیاست میں نمایاں حصہ لے چکے تھے یعنی وہ جیسے بے جگر مجاہد اور عظیم فاتح تھے اسی شان کے ساتھ انہیں جہانبانی کا بھی تجربہ تھا اور وہ عملی ثبوت دے چکے تھے کہ بستیاں کیسے بسائی جاتی ہیں اور شہروں میں میزان عدل کیسے قائم کی جاتی ہے اور نظم ونسق کیسے چلایا جاتا ہے، علیؓ کا ایسا کوئی کارنامہ ہی نہیں، حضرت سعدؓ خلافت وامارت سے چونکہ بے نیاز تھے اور ان کے پیش نظر صرف اتنا تھا کہ مسلمان اپنا سیاسی نظام کیسا ہی رکھیں مگر آپس میں لڑنے سے گریز کریں۔ اور اگر قربانی کی ضرورت ہو اور ملت کو فتنہ وفساد سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنے حقوق سے دستبردار ہو جائیں اس لئے انہوں نے اپنی ساری عمر قربانیوں اور امن کوششوں میں گزار دی اور زندگی کا مقصد سوائے اعلائے کلمۃ اللہ کے اور کچھ نہ رکھا یہ وہی تو ہیں جن کی تکبیر سے ایوان کسریٰ گونجا۔ حالات معمول پر ہوتے تو عجب نہیں جو ہم چوتھا خلیفہ حضرت سعدؓ ہی کو پاتے۔ حضرت عمرؓ نے بھی اپنے آخر وقت اپنی جانشینی کے لئے ان ہی کا نام خاص طور سے لیا تھا۔

پھر اس سے بھی زیادہ قوت کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اگر حضرت عثمانؓ کو کسی کے حق میں وصیت کرنے کا موقع ملتا تو حضرت زبیرؓ کو اپنے بعد کے لئے نامزد کرتے

بابِ دوّم

یزید کے متعلّق اکابر علماء کے حوالہ جات

علامہ ابن جوزی نے ایک پوری کتاب یزید پر لعنت کے جواز میں لکھی

الرّدُ عَلى المُتعصّبِ العَنيد المَانِعِ مِن ذَمِّ يزيد

تأليف

الإمام العلاّمة جمال الدّين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمّد

ابن الجوزي

المتوفى ٥٩٧ هـ



تحقيق

الدّكتور هيثم عبد السّلام محمّد

منشورات محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية

یزید پلید کے فاسق و فاجر ہونے پر اجماع ہے اور یزید پر لعنت بھیجنا جائز ہے

(۷٥)

المصطفى صلى الله عليه وسلم انه قال قاتل الحسين في تابوت من نار عليه نصف عذاب أهل الدنيا
* وأخرج أبو يعلى عن أبي عبيدة مرفوعا لا يزال أمر أمتي قائما بالقسط حتى يكون أول
من يثلمه رجل من بني أمية يقال له يزيد وأخرج الروياني مرفوعا أول من يبدل سنتي رجل
من بني أمية يقال له يزيد وقد قال الامام أحمد بكفره وناهيك به ورعا وعلما تقتضيان انه لم يقل
ذلك الا لما ثبت عنده من أمور صريحة وقعت منه توجب ذلك ووافقه على ذلك جماعة كابن
الجوزي وغيره * وأما فسقه فقد اجمعوا عليه وأجاز قوم من العلماء لعنه بخصوص اسمه وروى
ذلك عن الامام أحمد قال ابن الجوزي صنف القاضي أبو يعلى كتابا فيمن يستحق اللعنة وذكر
منهم يزيد وذهب آخرون الى انه لا يجوز اذ لم يثبت عندهم ما يقتضيه اذ حقيقة اللعن الطرد من
رحمة الله وهو لا يكون الا لمن علم موته على الكفر كأبي جهل واضرابه * واما جواز لعن من
قتل الحسين أو أمر بقتله أو أجازه أو رضي به من غير تسمية فمتفق عليه كما يجوز لعن شارب
الخمر وآكل الربا ونحوهما اجمالا لان ذلك لعن على الوصف وهو محمول على الاهانة والطرد
عن مواطن الكرامة لا على حقيقته من الطرد عن رحمة الله * وصح عن ابراهيم النخعي انه
كان يقول لو كنت ممن قاتل الحسين ثم أدخلت الجنة لاستحييت أن انظر الى وجه المصطفى
صلى الله عليه وسلم * وروى البخاري والترمذي وغيرهما عن ابن عمر انه سأله رجل عن دم
البعوض طاهر أولا وفي رواية انه سأله عن المحرم بالحج يقتل الذباب ماذا يلزمه اذا قتله فقال له
ممن انت فقال من أهل العراق فقال انظروا الى هذا يسألني عن دم البعوض وفي الرواية
الثانية عن قتل الذباب مع حقارته وقد افرطوا وقتلوا ابن نبيهم مع جلالته وقد سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول الحسنان ريحانتي من الدنيا * وقال ابن عباس رأيت رسول
الله صلى الله عليه وسلم في المنام نصف النهار أشعث أغبر بيده قارورة فيها دم قلت يا رسول الله
ما هذا قال دم الحسين ارفعه الى الله عز وجل فجاء الخبر بعد أيام انه قتل ذلك اليوم وفي تلك
الساعة رواه البيهقي * وسمعت الجن تنوح عليه كما أخرجه أبو نعيم وغيره وكسفت الشمس
وقت قتله كسفة أبدت الكواكب نصف النهار واحمرت آفاق السماء ستة أشهر يرى فيها
كالدم وقد قيل ان الحمرة التي في الشفق من آثار ذلك وانها لم تكن قبل قتل الحسين قبل
وحكمة ذلك ان الغضب يؤثر حمرة الوجه والحق منزه عن الجسمية فاظهر تأثير غضبه على من
قتل الحسين بحمرة الافق ومكثت الشمس سبعة ايام ترى على الحيطان كالملاحف المعصفرة
والكواكب يضرب بعضها بعضا وقيل انه لم يقلب حجر بيت المقدس يومئذ الا وجد تحته دم
عبيط وكان في عسكرهم ورس فصار رمادا ونحروا ناقة في عسكرهم فصاروا يرون في لحمها مثل
النيران وطبخوها فصارت كالعلقم * وعن الزهري لم يبق أحد ممن حضر قتل الحسين

علامہ شیخ محمد بن علی الصبان شافعی فرماتے ہیں

بیشک امام احمد بن حنبل یزید کے کفر کے قائل ہیں اور ان کا علم اور ورع اس بات کا مقتضی ہے کہ انہوں نے یزید کو کافر اسی وقت کہا ہو گا جبکہ ان کے نزدیک صریح طور پر وہ امور ثابت ہو گئے ہوں گے اور یزید سے وہ باتیں واقع ہوئی ہوں گی جو موجب کفر ہیں اور کفر یزید کے قول پر علماء کی ایک جماعت نے انکی موافقت کی ہے جیسے ابن جوزی وغیرہ اور رہا یزید کا فاسق ہونا تو بلا شبہ اس پر تو علماء کا اجماع ہے اور بہت سے علماء نے تو یزید کا نام لے کر اس پر لعنت کرنے کو جائز رکھا ہے اور امام احمد سے بھی یہی مروی ہے ابن جوزی نے کہا ہے کہ امام قاضی ابو یعلی نے مستحقین لعنت کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے ان میں یزید کا بھی ذکر کیا ہے

اسعاف الراغبين

هذا كتاب اسعاف الراغبين في سيرة المصطفى
وفضائل أهل بيته الطاهرين تأليف علامة
زمانه فريد عصره وأوانه الفائق في
تحقيقه على الاقران الاستاذ
الفاضل الشيخ محمد
الصبان عليه الرحمة
والرضوان
آمين

یزید کی محبت اور شیخ ابن تیمیہؒ

جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ کبھی یزید کی محبت اختیار نہیں کر سکتا (فتاوی ابن تیمیہ ج4، ص554)

مجموعة الفتاوى

لشيخ الإسلام
تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني
المتوفى سنة ٧٢٨ هـ

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

فريد عبد العزيز الجندي — أشرف جمال الشرقاوي

المجلد الثاني

مجمل اعتقاد السلف ومفصل الاعتقاد

دار الحديث
القاهرة

— ٥٥٤ ———— مجموعة الفتاوى - شيخ الإسلام ابن تيمية / جـ ٤ —

عمر في قصة «حمار» الذي تكرر منه شرب الخمر وجلده لما لعنه بعض الصحابة، قال النبي ﷺ: «لا تلعنه، فإنه يحب الله ورسوله»[1] وقال: «لعن المؤمن كقتله»[2] متفق عليه.

هذا مع أنه قد ثبت عن النبي ﷺ أنه لعن الخمر وشاربها[3]، فقد ثبت أن النبي لعن عمومًا شارب الخمر، ونهى في الحديث الصحيح عن لعن هذا المعين.

وهذا كما أن نصوص الوعيد عامة في أكل أموال اليتامى، والزاني، والسارق، فلا نشهد بها عامة على معين بأنه من أصحاب النار؛ لجواز تخلف المقتضَى عن المقتضِى لمعارض راجح: إما توبة، وإما حسنات ماحية، وإما مصائب مكفرة، وإما شفاعة مقبولةَ، وإما غير ذلك كما قررناه في غير هذا الموضع، فهذه ثلاثة مآخذ.

ومن اللاعنين من يرى أن ترك لعنته مثل ترك سائر المباحات من فضول القول، لا لكراهة في اللعنة. وأما ترك محبته، فلأن المحبة الخاصة إنما تكون للنبيين، والصديقين، والشهداء والصالحين، وليس واحدًا منهم، وقد قال النبي ﷺ: «المرء مع من أحب»[4] ومن آمن بالله واليوم الآخر، لا يختار أن يكون مع يزيد، ولا مع أمثاله من الملوك، الذين ليسوا بعادلين.

ولترك المحبة مأخذان: أحدهما: أنه لم يصدر عنه من الأعمال الصالحة ما يوجب محبته، فبقي واحدًا من الملوك المسلطين، ومحبة أشخاص هذا النوع ليست مشروعة، وهذا المأخذ، ومأخذ من لم يثبت عنده فسقه اعتقد تأويلاً.

والثاني: أنه صدر عنه ما يقتضي ظلمه وفسقه في سيرته، وأمر الحسين وأمر أهل الحرة.

وأما الذين لعنوه من العلماء كأبي الفرج ابن الجوزي، والكيا الهراسي[5] وغيرهما، فلما صدر عنه من الأفعال التي تبيح لعنته، ثم قد يقولون: هو فاسق، وكل فاسق يلعن. وقد

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

(١) صحيح: رواه البخاري (٦٧٨٠).

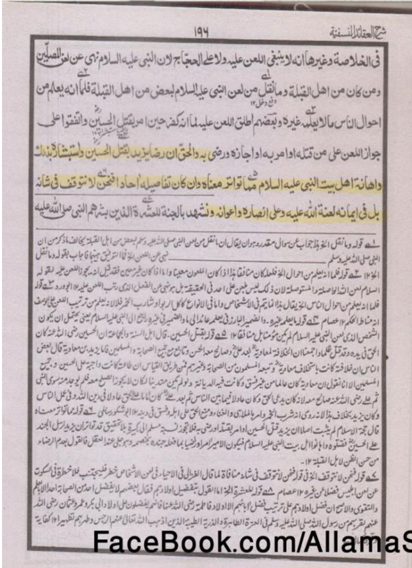
(٢) صحيح: رواه البخاري (٦٦٥٢)، ومسلم (١١٠)، عن ثابت بن الضحاك- رضي الله عنه.

(٣) صحيح: رواه أبو داود (٣٦٧٤)، وأحمد (٢/ ٧١)، عن ابن عمر- رضي الله عنه-، وصححه الألباني في صحيح أبي داود.

(٤) صحيح: رواه البخاري (٦١٦٨)، ومسلم (٢٦٤٠)، وأحمد (١/ ٣٩٢)، عن عبد الله بن مسعود- رضي الله عنه.

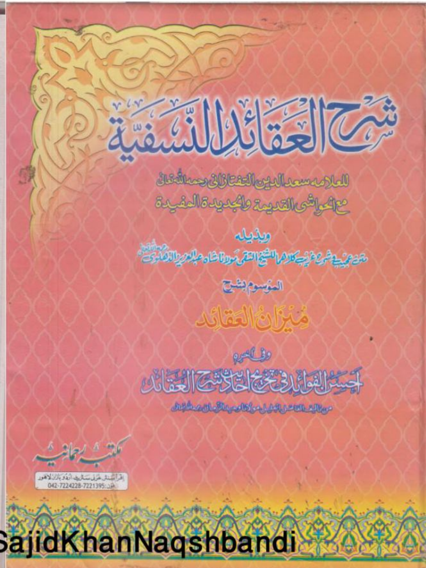
(٥) الكيا الهراسي: هو أبو الحسن علي بن محمد بن علي الطبري، الملقب بعماد الدين الفقيه الشافعي ولد سنة (٤٥٠)هـ، وكان من أهل طبرستان تولى تدريس المدرسة النظامية ببغداد، وكان فصيحًا جهور الصوت جميلاً، يحفظ الحديث ويناظر به، توفي سنة (٥٠٤ هـ).

اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کی کتاب جو کہ درس نظامی میں شامل ہے شرح عقائد نسفیہ اس میں واضح لکھا ہوا ہے کہ اللہ لعنت کرے یزید اور اس کے حمایتی (یعنی یزدیوں پر)

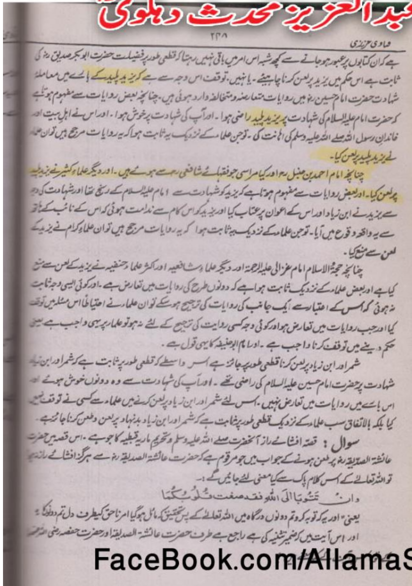


شرح العقائد النسفیۃ ۱۹۶

فی الخلاصۃ وغیرھا انہ لاینبغی اللعن علیہ ولا علی الحجاج لان النبی علیہ السلام نہی عن لعن المصلین ومن کان من اہل القبلۃ وما نقل من لعن النبی علیہ السلام لبعض من اہل القبلۃ فلما انہ یعلم من احوال الناس ما لا یعلمہ غیرہ وبعضہم اطلق اللعن علیہ لما انہ کفر حین امر بقتل الحسین واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ او امر بہ او اجازہ ورضی بہ والحق ان رضا یزید بقتل الحسین واستبشارہ بذلک واہانۃ اہل بیت النبی علیہ السلام مما تواتر معناہ وان کان تفاصیلہ احادا فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ ونشہد بالجنۃ للعشرۃ الذین بشرہم النبی صلی اللہ علیہ



یزید پلید ہے امام احمد بن حنبلؒ سمیت کئی علماء اس پر لعنت کرتے ہیں شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ



فتاوی عزیزی ۲۴۸

ہے کہ ان کتابوں پر عبور ہو جانے سے کچھ شبہ اس امر میں باقی نہیں رہتا کہ قطعی طور پر فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رض کی ثابت ہے اس حکم میں یزید پر لعن کرنا چاہیئے ۔ یا نہیں ۔ توقف اس وجہ سے ہے کہ یزید پلید کے بارے میں معاملہ شہادت حضرت امام حسین رض میں روایات متعارضہ و متخالفہ وارد ہوئی ہیں ۔ چنانچہ بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کی شہادت پر یزید پلید راضی ہوا ۔ اور آپ کی شہادت پر خوش ہوا ۔ اور اس نے اہل بیت اور خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی ۔ تو جن علماء کے نزدیک یہ ثابت ہوا کہ یہ روایات مرجح ہیں تو ان علماء نے یزید پلید پر لعن کیا ۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل رح اور کیا مراسی جو فقہائے شافعی رحمے ہوئے ہیں ۔ اور دیگر علماء کثیر نے یزید پلید پر لعن کیا ۔ اور بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے کہ یزید کو شہادت سے امام علیہ السلام کے رنج تھا اور شہادت کی وجہ سے یزید نے ابن زیاد اور اس کے اعوان پر عتاب کیا اور یزید کو اس کام سے ندامت ہوئی کہ اس کے نائب کے ہاتھ سے یہ واقعہ وقوع میں آیا ۔ تو جن علماء کے نزدیک یہ ثابت ہوا کہ یہ روایات مرجح ہیں تو ان علماء کرام نے یزید کے لعن سے منع کیا ۔

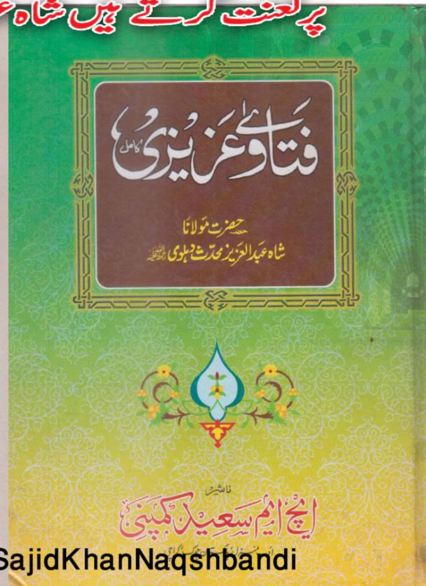
چنانچہ حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ اور دیگر علماء شافعیہ اور اکثر علماء حنفیہ نے یزید کے لعن سے منع کیا ہے اور بعض علماء کے نزدیک ثابت ہوا ہے کہ دونوں طرح کی روایات میں تعارض ہے ۔ اور کوئی ایسی وجہ ثابت نہ ہوئی کہ اس کے اعتبار سے ایک جانب کی روایات کی ترجیح ہو سکے تو ان علماء نے احتیاطاً اس مسئلہ میں توقف کیا اور جب روایات میں تعارض ہو اور کوئی وجہ کسی روایت کی ترجیح کے لئے نہ ہو تو علماء پر یہی واجب ہے یعنی حکم دینے میں توقف کرنا واجب ہے ۔ اور امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے ۔

شمر اور ابن زیاد پر لعن کرنا قطعی طور پر جائز ہے اس واسطے کہ قطعی طور پر ثابت ہے کہ شمر اور ابن زیاد شہادت پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی راضی تھے ۔ اور آپ کی شہادت سے وہ دونوں خوش ہوئے اور اس بارے میں روایات میں تعارض نہیں ۔ اس لئے شمر اور ابن زیاد پر لعن کرنے میں علماء سے کسی نے توقف نہیں کیا بلکہ بالاتفاق سب علماء کے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے کہ شمر اور ابن زیاد بدنہاد پر لعن وطعن کرنا جائز ہے ۔

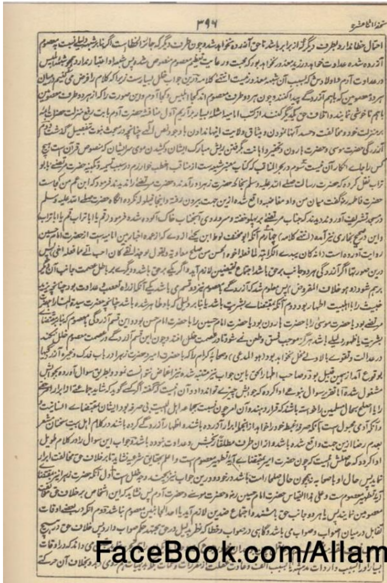
سوال : قصہ افشائے راز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و تحریم ماریہ قبطیہ کا جو ہے ۔ اس قصہ میں حضرت عائشۃ الصدیقہ رض پر طعن ہونے کے جواب میں جو مرقوم ہے کہ حضرت عائشۃ الصدیقہ رض سے ہرگز افشائے راز نہیں ہوا تو اللہ تعالے کے اس کلام پاک سے کیا معنی لئے جائیں گے :-

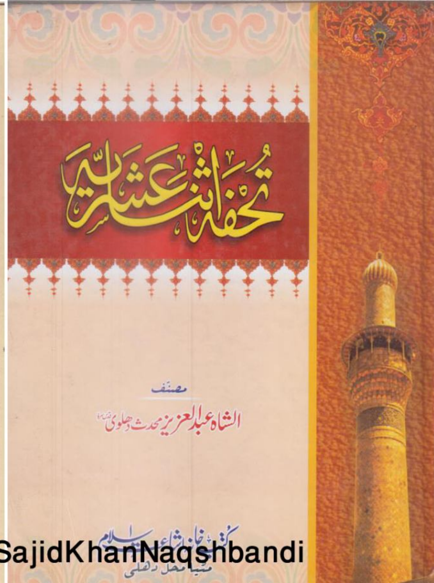
وان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما

یعنی " اور یہ کہ توبہ کرو تم دونوں درگاہ میں اللہ تعالے کے پس تحقیق کہ مائل ہو گیا امر ناحق کیطرف دل تم دونوں کا " اور اس آیت میں کہ ضمیر تثنیہ کی ہے راجع ہے طرف حضرت عائشۃ الصدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما

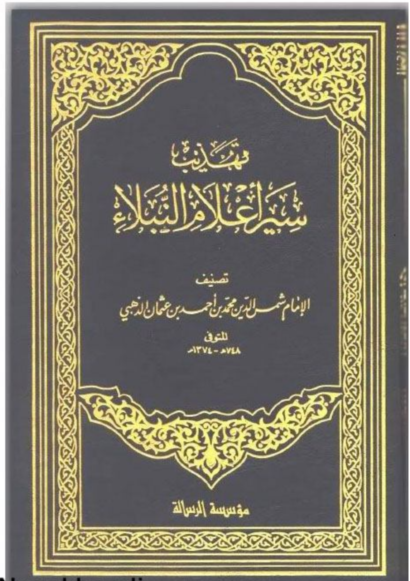


شیعوں کے خلاف سب سے مایہ ناز کتاب میں شاہ صاحبؒ نے یزید کو خبیث لکھا ہوا ہے





یزید شرابی تھا



الشعر، شديد الأُدمة، بوجهه أثرُ جُدريّ. فقال الناس: هذا الأعرابي الذي وَلِي أمرَ الأُمّة! فدخل على باب تُوما، وسار إلى باب الصَّغير، فنزل إلى قبر معاوية، فوقف عليه وصفّنا خلفه وكبّر أربعاً، ثم أُتي ببغلة، فأتى الخَضْراء(1)، وأتى الناسُ لصلاة الظُّهر، فخرج وقد تغسّلَ ولبس ثياباً نقيَّة، فصلّى وجلسَ على المنبر، وخطبَ وقال: إنّ أبي كان يُغْزِيكُمُ البحْرَ، ولستُ حامِلَكُمْ في البحر، وإنّه كان يُشتيكم بأرض الرُّوم، فلستُ أُشتي المسلمين في أرض العدُوّ، وكان يُخْرِج العطاء أثلاثاً وإنِي أجمعهُ لكم. فافترقوا يُثْنون عليه.

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

يقول على المنبر: إنَّ الله لا يؤاخِذ عامّةً بخاصةٍ إلاّ أنْ يظهر منكرٌ فلا يُغيَّر، فيُؤاخِذ الكُلَّ، وقيل: قام إليه ابن همّام فقال: أُجرِكَ الله يا أمير المؤمنين على الرَّزِيَّة، وبارك لَكَ في العطيَّة، وأعانك على الرعيَّة، فقد رُزِئت عظيماً، وأُعْطيت جزيلاً، فاصبِرْ واشكُر، فقد أصبحت ترعَى الأمّة، والله يرعاك.

وعن زياد الحارثيّ قال: سقاني يزيد شراباً ما ذقتُ مثله، فقلت: يا أمير المؤمنين لَمْ أُسَلْسِلْ مثل هذا. قال: هذا رُمّانُ حُلْوان، بِعَسَل أصْبَهان، بِسُكّر الأهْواز، بزبيب الطائف، بماء بَرَدَى.

وعن محمد بن أحمد بن مِسمع قال: سكِرَ يزيد، فقام يرقصُ، فسقط على رأسه فانشقّ وبدا دماغُه.

قلت: كان قويّاً شجاعاً، ذا رأيٍ وحَزْمٍ، وفِطنة، وفصاحة، وله شعر جيّد وكان ناصبيّاً(2)، فظّاً، غليظاً، جِلْفاً. يتناولُ المُسْكِرَ، ويفعل المُنْكَر.

(1) انظر ص ١٦ تعليق (٤).

(2) من «الناصبة» وهم المنافقون المتديِّنون ببغضة عليٍّ رضي الله عنه، سموا بذلك لأنهم نصبوا له وعادوه.

٣٧

میں یزید خبیث پر لعنت کا قائل ہوں علامہ آلوسی حنفیؒ

يعني أنه قتل بمن قتله رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يوم بدر كجده عتبة وخاله ولد عتبة وغيرهما وهذا كفر صريح فاذا صح عنه فقد كفر به ومثله تمثله بقول عبد الله بن الزبعرى قبل اسلامه

« ليت أشياخي » الأبيات ، وأفتى الغزالي عفا الله عنه بحرمة لعنه وتعقب السفاريني من الحنابلة نقل البرزنجي والهيتمي السابق عن أحمد رحمه الله تعالى فقال: المحفوظ عن الامام أحمد خلاف ما نقلا، ففي الفروع ما نصه ومن أصحابنا من أخرج الحجاج عن الاسلام فيتوجه عليه يزيد ونحوه ونص أحمد خلاف ذلك وعليه الأصحاب، ولا يجوز التخصيص باللعنة خلافاً لأبي الحسين. وابن الجوزي. وغيرهما، وقال شيخ الاسلام: يعني والله تعالى أعلم ابن تيمية ظاهر كلام أحمد الكراهة، قلت: والمختار ما ذهب اليه ابن الجوزي . وأبو حسين القاضي. ومن وافقهما انتهى كلام السفاريني . وأبو بكر بن العربي المالكي عليه من الله تعالى ما يستحق أعظم الفرية فزعم أن الحسين قتل بسيف جده صلى الله تعالى عليه وسلم وله من الجهلة موافقون على ذلك (كبرت كلمة تخرج من أفواههم إن يقولون إلا كذبا)

شکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

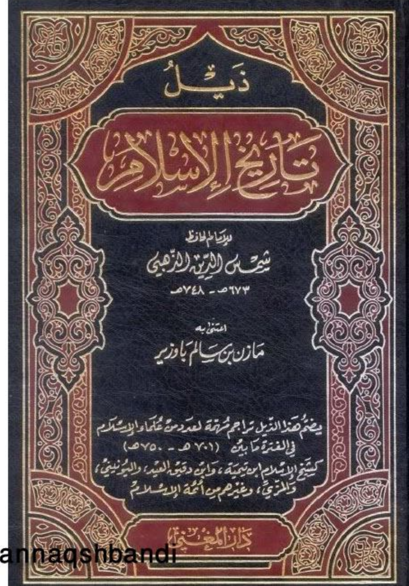
قال ابن الجوزي: عليه الرحمة في كتابه السر المصون من الاعتقادات العامة التي غلبت على جماعة منتسبين إلى السنة أن يقولوا: ان يزيد كان على الصواب وأن الحسين رضي الله تعالى عنه أخطأ في الخروج عليه ولو نظروا في السير لعلموا كيف عقدت له البيعة وألزم الناس بها ولقد فعل في ذلك كل قبيح ثم لو قدرنا صحة عقد البيعة فقد بدت منه بوادر كلها توجب فسخ العقد ولا يميل إلى ذلك إلا كل جاهل عامي المذهب يظن أنه يغيظ بذلك الرافضة . هذا ويعلم من جميع ما ذكره اختلاف الناس في أمره فمنهم من يقول: هو مسلم عاص بما صدر منه مع العترة الطاهرة لكن لا يجوز لعنه، ومنهم من يقول: هو كذلك ويجوز لعنه مع الكراهة أو بدونها، ومنهم من يقول: هو كافر ملعون، ومنهم من يقول: إنه لم يعص بذلك ولا يجوز لعنه وقائل هذا ينبغي أن ينظم في سلسلة أنصار يزيد وأنا أقول: الذي يغلب على ظني أن الخبيث لم يكن مصدقاً برسالة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وأن مجموع ما فعل مع أهل حرم الله تعالى وأهل حرم نبيه عليه الصلاة والسلام وعترته الطيبين الطاهرين في الحياة وبعد الممات وما صدر منه من المخازي ليس بأضعف دلالة على عدم تصديقه من إلقاء ورقة من المصحف الشريف في قذر، ولا أظن أن امره كان خافياً على أجلة المسلمين إذ ذاك ولكن كانوا مغلوبين مقهورين لم يسعهم الا الصبر ليقضي الله أمرا كان مفعولا ، ولو سلم أن الخبيث كان مسلما فهو مسلم جمع من الكبائر ما لا يحيط به نطاق البيان ، وأنا أذهب إلى جواز لعن مثله على التعيين ولو لم يتصور أن يكون له مثل من الفاسقين ، والظاهر أنه لم يتب ، واحتمال توبته أضعف من إيمانه ، ويلحق به ابن زياد . وابن سعد . وجماعة فلعنة الله عز وجل عليهم أجمعين ، وعلى أنصارهم وأعوانهم وشيعتهم ومن مال اليهم إلى يوم الدين ما دمعت عين على أبي عبد الله الحسين ، ويعجبني قول شاعر العصر ذو الفضل الجلي عبد الباقي افندي العمري الموصلي وقد سئل عن لعن يزيد اللعين :

يزيد على لعني عريض جنابه فأغدو به طول المدى ألعن اللعنا

ومن كان يخشى القال والقيل من التصريح بلعن ذلك الضليل فليقل: لعن الله عز وجل من رضي بقتل

(م – ١٠ – ج – ٢٦ – تفسير روح المعاني)

یزید شرابی تھا اور منکرات کا مرتکب تھا علامہ ذہبی



وجاء أنّ معقل بن سنان، ومحمد بن أبي الجهم كانا في قصر العَرْصَة، فأنزلهما مسلم بالأمان، ثم قتلهما، وقال لمحمد: أنت الوافد على أمير المؤمنين[1]، فوصَلَك وأحسن جائزتك، ثم تشهد عليه بالشُّرْب.

وقيل: بل قال له: تبايعْ أميرَ المؤمنين على أنك عبدٌ قِنٌّ، إن شاء أعتقك، وإن شاء استرقَّك، قال: بل أبايع على أنّي ابن عمٍّ لئيمٍ، فقال: إضربوا عنقه.

وروى … يوم الحرةُ من حَمَلَة القرآن سبعمائة.

قلت: ولما فعل يزيد بأهل المدينة ما فعل، وقتل الحسين وإخوته وآله، وشرب يزيد الخمر، وارتكب أشياء مُنكرةً، بغضه الناس، وخرج عليه غيرُ واحد، ولم يبارك الله في عمره، فخرج عليه أبو بلال مرداس بن أُديَّة[2] الحنظلي.

قال ثابت البُناني: فوجّه عبيد الله بن زياد جيشاً لحربه، فيهم عبد الله ابن رباح الأنصاري، فقتله أبو بلال.

وقال غيره: وجّه عبيد الله بن زياد أيضاً عَبّاد بن أخضر في أربعة آلاف، فقاتلوا أبا بلال في سواد ميسان، ثم قُتل عبّاد غيلةً.

وقال يونس بن عُبَيد: خرج أبو بلال أحدُ بني ربيعة بن حنظلة في أربعين رجلاً، فلم يقاتل أحداً، لم يعرض للسبيل، ولا سأل، حتى نفذ زادهم ونفقاتهم، حتى صاروا يسألون، فبعث عبيد الله لقتالهم جيشاً، عليهم عبد الله بن حصن الثعلبي، فهزموا أصحابه، ثم بعث عليهم عبّاد بن أخضر، فقتلهم أجمعين[3].

vol5

(١) سيأتي في الجزء الخامس في ترجمة (يزيد بن معاوية) أن نوفل بن أبي الفرات قال: كنت عند عمر بن عبد العزيز، فذكر رجل يزيد فقال: قال أمير المؤمنين يزيد بن معاوية، فقال: تقول أمير المؤمنين! وأمر به فضُرب عشرين سوطاً.
(٢) هذا ما في تاريخ الطبري ٥/٣١٣، وفي الأصل «أذنه».
(٣) تاريخ خليفة ٢٥٦.

٣٠

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ یزید نے مدینہ میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کیا

السُّنَّة

لأبي بكر أحمد بن محمد
ابن هارون بن يزيد الخلال
المتوفى سنة ٣١١هـ

(١ - ٣)

دراسة وتحقيق
الدكتور عطية الزهراني

دار الراية
للنشر والتوزيع

٨٤٤ ـ قرىء على عبد الله بن أحمد وأنا أسمع قال: حدثني أبي قال: ثنا أبو بكر بن عياش قال: لم يبايع ابن الزبير ولا حسين ولا ابن عمر ليزيد بن معاوية. في حياة معاوية فتركهم معاوية[1].

٨٤٥ ـ أخبرني محمد بن علي قال: ثنا مهنى قال: سألت أحمد عن يزيد بن معاوية/ بن أبي سفيان قال: هو فعل بالمدينة ما فعل؟ قلت: وما فعل؟ قال: قتل بالمدينة من أصحاب النبي ﷺ[2] وفعل، قلت: وما فعل؟ قال: نهبها، قلت: فيذكر عنه الحديث؟ قال: لا يذكر عنه الحديث ولا ينبغي لأحد أن يكتب عنه حديثاً[3]، قلت لأحمد: ومن كان معه بالمدينة حين فعل ما فعل؟ قال: أهل الشام؟ قلت له: وأهل مصر، قال: لا إنما كان أهل مصر معهم[4] في أمر عثمان رحمه الله[5]. [٨٣/أ]

(١) رواته ثقات غير أنه مرسل. وذكر ابن كثير ما يؤيد هذا وهو أن يزيد بن معاوية بعد أن تولى الخلافة كتب إلى أمير المدينة ـ الوليد بن عتبة بن أبي سفيان ـ وقال: أما بعد فخذ حسيناً وعبد الله بن عمر وعبد الله بن الزبير بالبيعة أخذاً شديداً ليست فيه رخصة حتى يبايعوا والسلام. البداية والنهاية: ٨/١٤٦.
(٢) يقصد في وقعة الحرة.
(٣) في الأصل: حديث.
(٤) أي مع الخوارج الذين سعوا في قتل عثمان وتقدم بيان ذلك في خلافة عثمان وهؤلاء لم يكن معهم من أهل الشام أحد، والله أعلم.
(٥) إسناده صحيح، وقد ذكر ابن تيمية رحمه الله هذا القول إلى: لا يذكر عنه الحديث، قلت وقد اختلف الناس في يزيد هو مؤمن أو كافر؟
قال ابن تيمية: افترق الناس في يزيد بن معاوية، ثلاث فرق طرفان ووسط:
الطرف الأول: أنه كان كافراً منافقاً وأنه سعى في قتل سبط رسول الله ﷺ. تشفياً من رسول الله ﷺ وأخذاً بثأر جده عتبة...
الطرف الثاني: يظنون أنه كان رجلاً صالحاً وإماماً عدلاً وأنه كان من الصحابة الذين ولدوا على عهد النبي ﷺ وحملة على يديه وربما فضله بعضهم على أبي بكر وعمر... وهو قول غالية العدوية.
الثالث: وهو الوسط: أنه كان ملكاً من ملوك المسلمين له حسنات وله سيئات ولم =

٥٢٠

یزید لعنتی تھا صحابہ نے یزید جیسے فاسق کے ساتھ غزوات کئے علامہ جصاص

موسع عليه في التأخير فهو أوْلى من الفرض الذي قام به غيره وسقط عنه بعينه، وذلك مثل الاشتغال بصلاة الظهر في آخر وقتها هو أوْلى من تعلُّم عِلْم الدين في تلك الحال إذْ كان الفرض قد تعين عليه في هذا الوقت، فإن قام بفرض الجهاد من فيه كفاية وغنى فقد عاد فرض الجهاد إلى حكم الكفاية كتعلم العلم؛ إلا أن الاشتغال بالعلم في هذه الحال أوْلى وأفضل من الجهاد لما قدمنا من علوّ مرتبة العلم على مرتبة الجهاد، فإن ثبات الجهاد بثبات العلم وإنه فرع له ومبنيّ عليه.

مطلب: يجوز الجهاد وإن كان أمير الجيش فاسقاً

فإن قيل: هل يجوز الجهاد مع الفساق؟ قيل له: إن كل أحد من المجاهدين فإنما يقوم بفرض نفسه، فجائز له أن يجاهد الكفار وإن كان أمير الجيش وجنوده فساقاً. وقد كان أصحاب النبي ﷺ يغزون بعد الخلفاء الأربعة مع الأمراء الفساق، وغزا أبو أيوب الأنصاري مع يزيد اللعين، وقد ذكرنا حديث أبي أيوب أنه لم يتخلف عن غزاة للمسلمين إلا عاماً واحداً فإنه استعمل على الجيش رجل شاب ثم قال بعد ذلك: وما عليَّ من استعمل عليّ؟ فكان يقول: قال الله تعالى: ﴿انْفِرُوا خِفَافاً وَثِقَالاً﴾ فلا أجدني إلا خفيفاً أو ثقيلاً. فدل على أن الجهاد واجب مع الفساق كوجوبه مع العدول، وسائر الآي الموجبة لفرض الجهاد لم يفرق بين فعله مع الفساق ومع العدول الصالحين. وأيضاً فإن الفُسّاق إذا جاهدوا فهم مطيعون في ذلك كما هم مطيعون لله في الصلاة والصيام وغير ذلك من شرائع الإسلام. وأيضاً فإن الجهاد ضَرْبٌ من الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ولو رأينا فاسقاً يأمر بمعروف وينْهَى عن منكر كان علينا معاونته على ذلك، فكذلك الجهاد، فالله تعالى لم يخصّ بفرض الجهاد العدول دون الفساق؛ فإذا كان الفرض عليهم واحداً لم يختلف حكم الجهاد مع العدول ومع الفساق.

مطلب: في وجوب الاستعداد للجهاد

قوله تعالى: ﴿وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً﴾ العدة ما يُعِدُّه الإنسان ويهيئه لما يفعله في المستقبل، وهو نظير الأهبة؛ وهذا يدل على وجوب الاستعداد للجهاد قبل وقت وقوعه، وهو كقوله: ﴿وأعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل﴾ [الأنفال: ٦٠].

وقوله تعالى: ﴿وَلَكِنْ كَرِهَ اللهُ انْبِعَاثَهُمْ﴾، يعني خروجهم؛ لأن خروجهم كان يقع على وجه الفساد وتخذيل المسلمين وتخويفهم من العدو والتضريب بينهم، والخروجُ

أحكام القرآن

تأليف

الإمام حجة الإسلام

أبي بكر أحمد بن علي الرازي الجصاص

المتوفى سنة ٣٧٠ هـ

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

ضبط نصّه وخرّج آياته

عبد السلام محمد علي شاهين

الجزء الثالث

منشورات

محمد علي بيضون

لنشر كتب السنة والجماعة

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

Facebook.com/AllamaSajidKhanNaqshabandi

یزید اس لائق ہی نہیں کہ اس سے کوئی روایت لی جائے علامہ عسقلانیؒ

تقريب التهذيب

تأليف

الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني

٧٧٣ - ٨٥٢ هجرية

مع الترجيح والإضافة من كلام الحافظين المزي وابن حجر أو من مأخذهم

حققه وعلق عليه ووضعه وأضاف إليه

أبو الأشبال صغير أحمد شاغف الباكستاني

تقديم

بكر بن عبد الله أبو زيد

دار العاصمة

للنشر والتوزيع

٧٨٢٩	مد	يزيد بن معاوية بن أبي سفيان الأموي، أبو خالد، ولي الخلافة سنة ستين، ومات (قبل المائة) سنة أربع [وستين][1]، ولم يكمل الأربعين، [ليس][2] بأهل أن يروى عنه، من الثالثة.
٧٨٣٠	تمييز	يزيد بن معاوية الكوفي، أبو شيبة، لا بأس به، من الثامنة.
٧٨٣١	تمييز	يزيد بن معاوية البكائي، بفتح الموحدة وتشديد الكاف وبالمد، قيل: له صحبة.
٧٨٣٢	فق	يزيد بن مغلس بن عبد الله الباهلي، أبو خالد البصري، ليّن الحديث، من التاسعة.
٧٨٣٣	بخ دس ق	يزيد [illegible]، صدوق، أخطأ عبد الحق في تضعيفه، من الخامسة.
٧٨٣٤	ق	يزيد بن مقسم الثقفي مولاهم، الطائفي، ويعرف بابن ضبة، وهي أمه، مقبول، من الخامسة.
٧٨٣٥	د	يزيد بن مكرز، في أيوب بن عبد الله [٦٢٢]، (كذا قال، وليس له ذكر في ترجمة أيوب، ويزيد بن مكرز، من أهل الشام، مجهول، من الثالثة)[3].
٧٨٣٦	قدت	يزيد بن أبي منصور الأزدي، أبو روح البصري، لا بأس به، من الخامسة، ووهم من ذكره في الصحابة.
٧٨٣٧	س	يزيد بن مهران الأسدي، أبو خالد [الخبّاز][4] الكوفي، صدوق، من العاشرة، مات سنة تسع وعشرين.

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

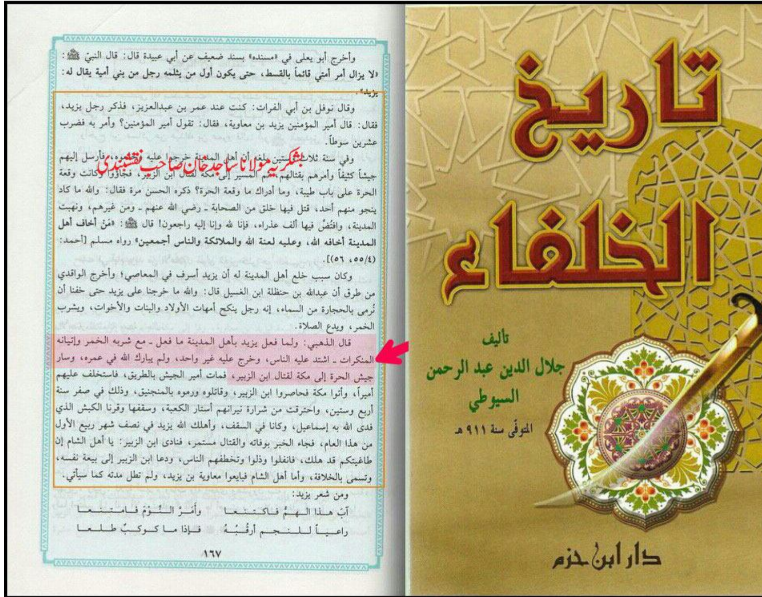
(١) زيادة من «ح» و«د» و«ل» و«م» و«هـ» و«هد».

(٢) كذا في «المخطوطة». وفي أكثر النسخ المطبوعة: «وليس».

(٣) راجع «تحقيق المسند» للشيخ أحمد شاكر: (١٥/ ١٧) حديث ٧٨٨٧.

(٤) في «ق»: «الخياط»، وهو خطأ.

شراب خور یزید علامہ سیوطیؒ کی زبانی



تاريخ الخلفاء

تأليف جلال الدين عبد الرحمن السيوطي

المتوفى سنة ٩١١ هـ

دار ابن حزم

وأخرج أبو يعلى في «مسنده» بسند ضعيف عن أبي عبيدة قال: قال النبيّ ﷺ: «لا يزال أمر أمتي قائماً بالقسط، حتى يكون أول من يثلمه رجل من بني أمية يقال له: يزيد».

وقال نوفل بن أبي الفرات: كنت عند عمر بن عبدالعزيز، فذكر رجل يزيد، فقال: قال أمير المؤمنين يزيد بن معاوية، فقال: تقول أمير المؤمنين؟ وأمر به فضرب عشرين سوطاً.

وفي سنة ثلاث وستين بلغه أن أهل المدينة خرجوا عليه وخلعوه، فأرسل إليهم جيشاً كثيفاً وأمرهم بقتالهم ثم المسير إلى مكة لقتال ابن الزبير، فجاؤوا وكانت وقعة الحرة على باب طيبة، وما أدراك ما وقعة الحرة؟ ذكره الحسن مرة فقال: والله ما كاد ينجو منهم أحد، قتل فيها خلق من الصحابة ـ رضي الله عنهم ـ ومن غيرهم، ونهبت المدينة، وافتُضَّ فيها ألف عذراء، فإنا لله وإنا إليه راجعون! قال ﷺ: «مَنْ أخاف أهل المدينة أخافه الله، وعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين» رواه مسلم [أحمد: (٤/٥٥، ٥٦)].

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

وكان سبب خلع أهل المدينة له أن يزيد أسرف في المعاصي؛ وأخرج الواقدي من طرق أن عبدالله بن حنظلة ابن الغسيل قال: والله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا أن نُرمى بالحجارة من السماء، إنه رجل ينكح أمهات الأولاد والبنات والأخوات، ويشرب الخمر، ويدع الصلاة.

قال الذهبي: ولما فعل يزيد بأهل المدينة ما فعل ـ مع شربه الخمر وإتيانه المنكرات ـ اشتد عليه الناس، وخرج عليه غير واحد، ولم يبارك الله في عمره، وسار جيش الحرة إلى مكة لقتال ابن الزبير، فمات أمير الجيش بالطريق، فاستخلف عليهم أميراً، وأتوا مكة فحاصروا ابن الزبير، وقاتلوه ورموه بالمنجنيق، وذلك في صفر سنة أربع وستين، واحترقت من شرارة نيرانهم أستار الكعبة، وسقفها وقرنا الكبش الذي فدى الله به إسماعيل، وكانا في السقف، وأهلك الله يزيد في نصف شهر ربيع الأول من هذا العام، فجاء الخبر بوفاته والقتال مستمر، فنادى ابن الزبير: يا أهل الشام إن طاغيتكم قد هلك، فانفلوا وذلوا وتخطفهم الناس، ودعا ابن الزبير إلى بيعة نفسه، وتسمى بالخلافة، وأما أهل الشام فبايعوا معاوية بن يزيد، ولم تطل مدته كما سيأتي.

ومن شعر يزيد:

آبَ هذا الهمُّ فاكتنعا ... وأَمَرَّ النومَ فامتنعا

راعياً للنجم أرقُبُهُ ... فإذا ما كوكبٌ طلعا

١٦٧

یزید اس لائق نہیں کہ اس سے روایت لی جائے

ميزان الاعتدال في نقد الرجال

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

تحقيق

علي محمد البجاوي

المجلد الرابع

دار المعرفة للطباعة والنشر بيروت ـ لبنان

— ٤٤٠ —

٩٧٥٢ — يزيد بن مسهر . مجهول .

٩٧٥٣ — يزيد بن معاوية ، أبو شيبة . عن عطاء .

قال أبو حاتم : ليس بالقوى . وقال أبو زُرْعَة : صالح . [حدَّث عنه سعيد بن منصور][1] .

٩٧٥٤ — يزيد بن معاوية بن أبي سفيان الأموى . رَوَى عن أبيه . وعنه ابنه خالد ، وعبد الملك بن مروان . مقدوحٌ في عدالته . ليس بأهلٍ أنْ يروى عنه . وقال أحمد بن حنبل : لا ينبغي أنْ يروى عنه .

٩٧٥٥ — يزيد بن مغلس الباهلي . عن مالك بن أنس ، وهشام بن سَعْد .

قال ابن حبان : لا تجوز الرواية عنه إلا اعتبارًا . حدَّث عنه الفلاس .

٩٧٥٦ — يزيد بن المقدام [د ، س ، ق] بن شريح . عن أبيه .

قال النسائي : ليس به بأس . وقال أبو حاتم : يكتب حديثه . وضعَّفه عبد الحق بلا حجَّة .

٩٧٥٧ — يزيد[2] بن مهران الكوفي الخباز .

ضعَّفه أبو داود .

٩٧٥٨ — يزيد بن ميمون . عن ابن سيرين . وعنه أبو سلمة التبوذكي . مجهول .

٩٧٥٩ — يزيد بن أبي نُشْبة [د] . تفرّد عنه جعفر بن بُرْقان ، حديثه : ثلاث من أصل الإيمان .

٩٧٦٠ — يزيد بن هرمز[3] المدني الفقيه . كذا سماه أبو حاتم . وقال : ليس بقوى .

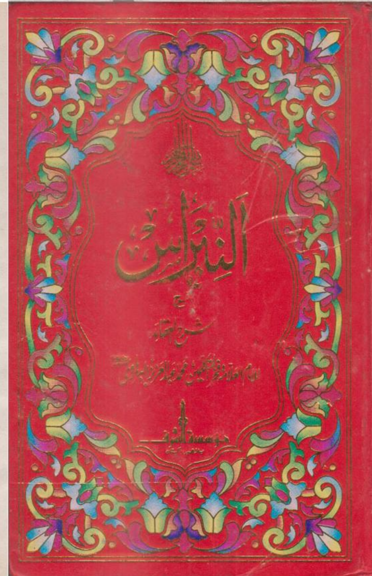
قلت : هذا والد الفقيه عبد الله بن يزيد . يَرْوِى عن أبي هريرة ، وابن عباس . وعنه الزهري ، وجماعة .

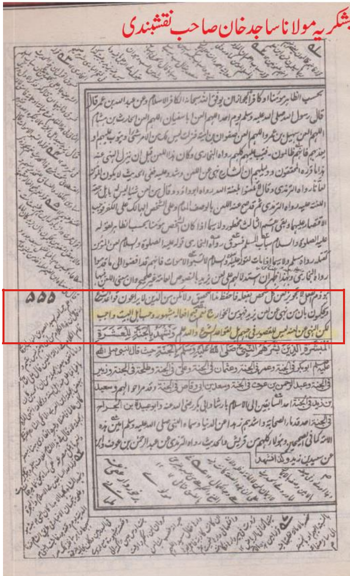
وثقه ابنُ معين ، وأبو زُرْعَة .

---

(١) ليس في س . (٢) هذه الترجمة ليست في س ، وهي في ن ، ل ـ عن الميزان .
(٣) ل : ابن أبي هرمز . والمثبت في س ، ن ، والتهذيب .

یزید کے گندے افعال مشہور ہیں (اور اس بدبخت کے مقابلے میں) اہل بیت کی محبت واجب ہے شارح شرح عقائد علامہ عبدالعزیز پرہارویؒ





بحوم الفعل لا یجوز لعن کل شخص بفعلہ فاحفظ ہذا التحقیق ولا تکن من الذین لا یراعون قواعد الشرع
ویحکمون بان من نہی عن لعن یزید فہو من الخوارج نعم قبح افعالہ مشہور وحب اہل البیت واجب
لکن النہی عن لعنہ لیس للقصور فی حبہم بل لقواعد الشرع واللہ اعلم ونشہد بالجنۃ للعشرۃ
المبشرۃ الذین بشرہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالجنۃ حیث قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ابوبکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی الجنۃ وعلی فی الجنۃ وطلحۃ فی الجنۃ وزبیر
فی الجنۃ وعبد الرحمن بن عوف فی الجنۃ وسعد بن ابی وقاص فی الجنۃ وقد مراحو الہم وسعید
بن زید فی الجنۃ احد السابقین الی الاسلام بارشاد ابی بکر رضی اللہ عنہ وابو عبیدۃ بن الجراح

Facebook.com/AllamaSajidKhanNaqshbandi

یزید یزیدیوں کا گمراہ سردار صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

وَذَکِّرْہُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ

تاریخ ابن خلدون

حصہ دوم

خلافت معاویہؓ وآلِ مروان

۴۱ھ میں حضرت حسنؓ کی صلح اور حضرت معاویہؓ کی خلافت عامہ سے لے کر ۱۳۲ھ تک کے مکمل حالات
اسلامی تاریخ کے سب سے درخشاں دور حکمرانی وکشور کا پورا نقشہ

تصنیف: رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدونؒ (۷۳۲-۸۰۸)

ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی ● ترتیب وتبویب: شبیر حسین قریشی ایم اے

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

لئے ہوئے ۲۶ محرم ۶۴ھ کو مکہ معظمہ پہنچ گیا۔ اہل مکہ کو یزید کی بیعت کے لئے طلب کیا' ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اور لڑائی کی طرفین سے تیاریاں شروع ہو گئیں' عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر اہل مکہ وحجاز نے بیعت کر لی تھی اور وہ لوگ بھی آ کر ان کے پاس جمع ہو گئے تھے جو واقعہ حرہ سے بھاگ کر آئے تھے اور کچھ لوگ بغرض امداد خوارج کی طرف سے آ گئے تھے۔ عبداللہ بن زبیر شامی لشکر سے مقابلہ کی غرض سے مکہ معظمہ سے باہر آئے' سب سے پہلے ان کے بھائی منذر بن زبیر نے 'میدان میں نکل کر شامیوں کو للکارا۔ لشکر شام سے ایک شخص نکل کر مقابلے پر آیا دو دو ہاتھ چلے شامی مارا گیا دوسرے نے جونہی قدم آگے بڑھائے منذر نے ایک تیر ایسا مارا کہ وہ بھی اپنی جگہ پر ٹھنڈا ہو گیا۔ لشکر شام نے یہ رنگ دیکھ کر فوراً حرکت کی اور جنگ مغلوبہ شروع کر دی' ایک طرف سے مسور بن مخرمہ ومصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے دوسری جانب سے عبداللہ بن زبیر شامیوں کو روک رہے تھے۔ صبح سے شام تک لڑائی کا یہی انداز رہا' شام ہوتے ہی فریقین ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے' یہ واقعہ پہلے دن کے محاصرے کا ہے۔

یزید کا انتقال: اس کے بعد حصین بن نمیر نے کوہ ابوقبیس وقعیقعان پر منجنیقیں نصب کرا دیں جو شب وروز خانہ کعبہ پر سنگباری کرتی تھی کوئی شخص طواف نہ کر سکتا تھا' بقیہ ماہ محرم اور پورا مہینہ صفر کا اسی حالت سے گزر گیا۔ یہاں تک کہ ربیع الاول کی بھی تیسری تاریخ آ گئی شامیوں نے خانہ کعبہ پر آگ برسائی' چھت اور پردے جل کر راکھ ہو گئے۔ ہنوز لڑائی کا خاتمہ نہ ہوا تھا کہ یزید مر گیا[1] اور اس کی موت کی خبر عبداللہ بن زبیر کو قبل اس کے کہ حصین بن نمیر کو معلوم ہو' پہنچ گئی۔ عبداللہ بن زبیر نے پکار کر کہا ''اے کم بختو اے عدو اللہ! اب تم کیوں لڑ رہے ہو تمہارا گمراہ سردار مر گیا''۔

عبداللہ بن زبیر اور حصین بن نمیر: حصین بن نمیر نے اس کو باور نہ کیا پھر جب اس کو یزید کی موت کی تصدیق ہو گئی تو عبداللہ بن زبیر کے پاس کہلا بھیجا کہ آج شب کو بطحاء میں ملنا' پس جب رات آئی تو ادھر سے عبداللہ بن زبیر اپنے چند ہمراہیوں کو لے کر نکلے اور ادھر سے حصین بن نمیر پھر دونوں اپنے اپنے ہمراہیوں کو چھوڑ کر ایک گوشہ کی طرف گئے۔

حصین بن نمیر: ''اے عبداللہ بن زبیر تم زیادہ مستحق خلافت ہو آؤ ہم تمہاری بیعت کر لیں بعد ازاں ہم اور تم شام کو چلیں میں اہل شام کا سردار ہوں یہ لشکر جو میرے ساتھ ہے اس میں شام کے بڑے بڑے سردار ہیں' واللہ میری بیعت کر لینے سے ایک دو آدمی بھی اختلاف نہ کریں گے اور میرے اور تمہارے مل جانے سے خوں ریزی کا دروازہ بند ہو جائے گا لوگ امن و چین سے بسر کریں گے''۔

عبداللہ بن زبیر: ''(بلند آواز سے) میں ایسا ہرگز نہ کروں گا مجھے اس شخص پر کیسے بھروسہ ہو سکتا ہے جس سے لوگ خائف ہوں اور جس نے بیت اللہ کو جلا دیا ہو اور جس نے اس کی حرمت کا لحاظ نہ کیا ہو''۔

حصین بن نمیر: ''تم ضرور میرے کہنے پر عمل کرو تمہارا اس میں فائدہ ہے''۔

[1] یزید بن معاویہ کا مقام حوارن سرزمین شام میں ۱۴ تاریخ ربیع الاول ۶۴ھ کو بعمر ۳۸ سال انتقال ہوا' تین برس چھ مہینے اس کی حکومت رہی۔ اس کی ماں کا نام میسون بنت بجدل بن انیف کلبیہ تھا۔

Facebook.com/AllamaSajidKhanNaqshbandi

یزید کو امیر المومنین کہنے والوں کو عمر بن عبد العزیزؒ نے 20 کوڑے لگوائے

الى الكوفة وارسل ابن عمه مسلم بن عقيل بن ابي طالب ليبايع له بها فقتله عبيدالله بن زياد وارسل الجيوش الى الحسين فقتل كما تقدم في ترجمته سنة احدى وستين ثم خرج اهل المدينة على يزيد وخلعوه في سنة ثلاث وستين فارسل اليهم مسلم بن عقبة المري وامره ان يستبيح المدينة ثلاثة ايام وان يبايعهم على انهم خول وعبيد ليزيد فاذا فرغ منها نهض الى مكة لحرب ابن الزبير ففعل بها مسلم الافاعيل القبيحة و قتل بها خلقا من الصحابة وابنائهم وخيار التابعين و[illegible] القبائح ثم توجه الى مكة فاخذه الله تعالى قبل وصوله واستخلف على الجيش حصين بن نمير السكوني فحاصروا ابن الزبير ونصبوا على الكعبة المنجنيق فادى ذلك الى وهي اركانها ووهي بنائها ثم احرقت وفي اثناء افعالهم القبيحة فجئهم الخبر بهلاك يزيد بن معاويه فرجعوا وكفى الله المؤمنين القتال وكان هلاكه في نصف ربيع الاول سنة اربع وستين ولم يكمل الاربعين واخباره مستوفاة في تاريخ دمشق لابن عساكر وليست له رواية تعتمد وقال يحيى بن عبدالملك بن ابي غنية احد الثقات ثنا نوفل بن ابي عقرب ثقة قال كنت عند عمر بن عبدالعزيز فذكر رجل يزيد بن معاوية فقال قال امير المؤمنين يزيد فقال عمر تقول امير المؤمنين يزيد وامر به فضرب عشرين سوطا ذكرته للتمييز بينه و بين النخعي ثم وجدت له رواية في مراسيل ابي داود وقد نبهت عليها في الاستدراك على الاطراف ٭

(٥٠٠) فق - يزيد بن مغلس بن عبدالله بن يزيد الباهلي ابو خالد البصري . روى عن عامر بن عبيدة الباهلي وعبدالله بن عمرو هشام بن سعد ومالك

یزید پلید بد نصیب بد بخت انسان تھا۔ مجدد الف ثانی

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا
(یہ تو ایک نصیحت ہے پس جس کا جی چاہے (اس سے) اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرے)
للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

مکتوبات
حضرت مجدد الف ثانی
شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ السامی
کے
دفتر اول کے مکتوب ۱ سے ۱۷۱ تک مکتوبات کا
اردو ترجمہ
مترجمہ
حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب
ناشر
ادارۂ مجددیہ: ۲/۵، ایچ، ناظم آباد ۳، کراچی

Hazrat mujaddid alfe sani sheikh ahmad sarhandi farmate hain Yazeed palid bad nasib bad bakhat insane tha is ne jo kaam kiya wo ek nasrani bhi nahi karta

مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ ۱۸۵ دفتر اول مکتوب ۵۴

کس قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور خلوت وجلوت میں آپ کا غمخوار کون ہے ؎

خوابم بشد از دیدہ دریں فکر جگر سوز کآغوشِ کہ شد منزل و آسائش خوابت

(ترجمہ: تمام شب مجھے اس فکر میں نہ نیند آئی کہ کس کی گود میں تونے گذاری رات اپنی)

یقین جانئے کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے بھی زیادہ ہے، اور تمام بدعتی فرقوں میں سب سے بُرا وہ فرقہ ہے جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحابؓ کے ساتھ بُغض رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں ان کو کفار کے نام سے موسوم فرماتا ہے (یعنی) لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (فتح آیت ۲۹) (تا کہ کفار کو ان (اصحاب رسول کریم) کے سبب سے غصہ میں ڈالے) ــــــ قرآن مجید اور شریعت کی تبلیغ اصحاب (کرام) ہی نے کی ہے، جب ان پر طعن کیا جائے گا تو قرآن و شریعت پر طعن لازم آئے گا۔ قرآن مجید کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا ہے، اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مطعون ہوں گے تو قرآن مجید بھی مطعون ہوگا، اَعَاذَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَمَّا يَعْتَقِدُ الزَّنَادِقَةُ (اللہ تعالیٰ ہمیں ان زندیقوں کے اعتقادات سے بچائے) ــــــ جو اختلافات اور جھگڑے اصحاب کرام علیہم الرضوان کے درمیان واقع ہوئے تھے وہ نفسانی خواہشوں پر محمول نہیں ہیں (اس لئے کہ) حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت (بابرکت) میں (رہ کر) ان کے نفسوں کا تزکیہ ہو گیا تھا اور (اُن کا نفس) امارہ پن سے آزاد ہو چکا تھا، میں اسقدر جانتا ہوں کہ اس معاملہ میں حضرت امیر (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) حق پر تھے اور ان کے مخالف (حضرت امیر معاویہ وغیرہ رضی اللہ عنہم) خطا پر تھے، لیکن یہ خطا، خطائے اجتہادی ہے جو (ان کو) فسق کی حد تک نہیں پہنچاتی، بلکہ اس قسم کی خطا میں ملامت کی بھی گنجائش نہیں ہے کیونکہ ایسی خطا کرنے والے کو بھی ثواب کا ایک درجہ حاصل ہے ــــــ اور یزید بدنصیب اصحاب کرامؓ میں سے نہیں ہے، اس کی بدبختی میں کس کو کلام ہے، جو کام اس بدبخت نے کیا (یعنی واقعۂ کربلا) کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کرتا۔ اہل سنت وجماعت کے بعض علماء نے جو اس پر لعنت کرنے کے بارے میں توقف کیا ہے وہ اس وجہ سے نہیں کہ وہ اس سے راضی ہیں بلکہ اس کے اپنے کئے سے رجوع و پشیمانی اور توبہ کے احتمال کی رعایت کرتے ہوئے کیا ہے۔

آپ کی مجلس شریف میں قطب زمان بندگی مخدوم جہانیاں (قدس سرہ العزیز) کی معتبر کتابوں میں

لہ حضرت میر سید جلال الدین بخاریؒ جو حضرت شیخ جلال الدین شریف اللہ سرخ بخاری اُوچی کے پوتے ہیں اور سید احمد کبیر بن سید جلال الدین سرخ برادر حقیقی سید صدر الدین کے صاحبزادے ہیں، آپ پیدائشی ولی تھے، بچپن ہی سے بزرگی کے آثار آپ کی پیشانی حال سے نمایاں تھے۔ آپ سات سال کے تھے کہ آپ کے والد بزرگوار آپ کو شیخ جمال الدین خنداں رو کی خدمت میں لے گئے (باقی بر صفحۂ آئندہ)

Facebook.com/AllamaSajidKhanNaqshbandi

یزید منافق اور فاسقوں میں سے تھا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

فضل بعض القرون على بعضها الآخر:

واعلم أن فضل بعض القرون على بعض لا يمكن أن يكون من جهة كل فضيلة، وهو قوله ﷺ: «مثل أمتي مثل المطر لا يدري أوله خير أم آخره» وقوله ﷺ: «أنتم أصحابي، وإخواني الذين يأتون بعد» وذلك أن الاعتبارات متعارضة والوجوه متجاذبة، ولا يمكن أن يكون تفضيل كل أحد من القرن الفاضل على كل أحد من القرن المفضول كيف ومن القرون الفاضلة اتفاقاً من هو منافق أو فاسق ومنها الحجاج[1]. ويزيد بن معاوية، ومختار، وغلمة من قريش الذين يهلكون الناس وغيرهم ممن بيّن النبي ﷺ سوء حالهم، ولكن الحق أن جمهور القرن الأول أفضل من جمهور القرن الثاني ونحو ذلك.

تعظيم الذين شاهدوا النبي وصاحبوه:

والملة إنما تثبت بالنقل والتوارث ولا توارث إلا بأن يعظم الذين شاهدوا مواقع الوحي وعرفوا تأويله وشاهدوا سيرة النبي ﷺ ولم يخلطوا معها تعمقاً ولا تهاوناً ولا ملة أخرى.

أفضل الأمة:

وقد أجمع من يعتد به من الأمة على أن أفضل الأمة أبو بكر الصديق، ثم عمر رضي الله عنهما، وذلك لأن أمر النبوة له جناحان: تلقي العلم عن الله تعالى، وبثه في الناس، أما التلقي عن الله فلا يشرك النبي ﷺ في ذلك أحد، وأما بثه فإنما تحقق بسياسة وتأليف ونحو ذلك، ولا

(١) الحجاج بن يوسف الثقفي، كان في أول أمره في شرطة روح بن زنباع أحد قادة عبد الملك بن مروان فعينه هذا أميراً على العراق ثم أرسله إلى الحجاز فقضى على ابن الزبير الذي نادى بنفسه خليفة. كان بطاشاً سفاكاً للدماء مات سنة ٩٥ هجرية.

٥٨٥

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

Facebook.com/AllamaSajidKhanNaqshbandi

حُجَّةُ اللهِ البَالِغَة
للإمام الكبير الشيخ أحمد
المعروف بشاه ولي الله ابن عبد الرحيم الدهلوي
قدم له وشرحه وعلق عليه
الشيخ محمد شريف سكر
المجلد الثاني
دار إحياء العلوم
makashfa.wordpress.com
fb.com/hanafi.sunnis

جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ یزید سے محبت نہیں رکھ سکتا امام احمد بن حنبلؒ کا فتوی

تفسیر مظہری (اردو) جلد دہم — ۳۲۶ — پارہ حم ۲۶ (محمد)

ابن جوزی نے لکھا ہے کہ قاضی ابو یعلی نے اپنی کتاب المعتمد میں صالح بن احمد بن حنبلؒ کا بیان نقل کیا ہے۔ صالح کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے کہا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم یزید بن معاویہ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹے جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے کیا اس کے لئے یزید بن معاویہ سے محبت رکھنے کا کوئی جواز ہو سکتا ہے اس شخص پر کسی طرح لعنت نہ کی جائے جس پر اللہ نے لعنت کی ہو میں نے عرض کیا اللہ نے اپنی کتاب میں کس جگہ یزید پر لعنت کی ہے امام احمدؒ نے فرمایا اللہ نے فرمایا ہے: فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۝ کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔

تفسیر مظہری

جلد دہم

سورۃ الصّٰفّٰت سے سورۃ الفتح تک

پارہ ۲۳ رکوع ۵ تا پارہ ۲۶ رکوع ۱۲

تالیف

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتیؒ

تشریحی ترجمہ معہ ضروری اضافات

مولانا سید عبد الدائم الجلالی

رفیق ندوۃ المصنفین

ناشر

دار الاشاعت

اردو بازار کراچی — فون ۲۱۳۷۶۸

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

Facebook.com/AllamaSajidKhanNaqshbandi

ملا علی قاری حنفیؒ اور یزید پلید

یزید پر لعنت کے بارے میں علماء کے دو گروہ ہیں ایک جوان پر لعنت کرنے کو جائز قرار دیتا ہے دوسرا گروہ (لعنت اور تکفیر میں) سکوت اختیار کرتا ہے (اس وجہ سے نہیں کہ یزید بہت نیک آدمی تھا بلکہ) اس وجہ سے کہ کیا پتہ یزید نے مرنے سے پہلے (اپنے کالے کرتوتوں سے) توبہ کر لی ہو

(شرح الشفاء ج2 ص552)

نسبتهم إلى الخطأ والبغي والخروج والفساد وأما لعنهم فلا يجوز أصلاً بخلاف يزيد وابن زياد وأمثالهما فإن بعض العلماء جوزوا لعنهما بل الإمام أحمد بن حنبل قال بكفر يزيد لكن جمهور أهل السنة لا يجوزون لعنه حيث لم يثبت كفره عندهم وعلى التنزل فلعله مات تائباً ولهذا قالوا لا يجوز لعن كافر بعينه إلا إذا ثبت كفره وقوله عليه بدليل قطعي من كتاب أو سنة كفرعون وأبي لهب وأبي جهل وأمثالهم والله تعالى أعلم وبما قررنا الدفع اعتراض

شرح الشفا للقاضي عياض

شرحه للملا علي القاري الهروي الحنفي المتوفى سنة ١٠١٤هـ

ضبطه وصححه عبد الله محمد الخليلي

المجلد الثاني

منشورات محمد علي بيضون — دار الكتب العلمية — DKI

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

Facebook.com/allamaSajidkhannaqshbandi

یزید پر لعنت کے متعلق آئمہ اربعہ کا مسلک

فقیہ ابوالحسن علی بن محمد الکیالاہراسیؒ غزالی کا رد کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ چاروں ائمہ سے یزید کی لعنت کے متعلق دونوں قسم کے اقوال منقول ہیں یعنی لعنت کے جواز کا بھی اور عدم جواز کا بھی اور ہم صرف جواز کے قائل ہیں (تاریخ ابن خلکان، ج3 ص287)

وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان

لأبي العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن أبي بكر بن خلكان

(٦٠٨ - ٦٨١)

حققه

الدكتور إحسان عباس

المجلد الثالث

دار صادر

بيروت

الدرس . وكان ثاني أبي حامد الغزالي ، بل آصل وأصلح وأطيب في الصوت والنظر ، ثم اتصل بخدمة مجد الملك بَرْكيارُوقَ بن ملك شاه السلجوقي — المذكور في حرف الباء[1] — وحظي عنده بالمال والجاه وارتفع شأنه ، وتولى القضاء بتلك الدولة ، وكان محدثاً يستعمل الأحاديث في مناظراته ومجالسه . ومن كلامه : إذا جالَتْ فُرْسان الأحاديث في ميادين الكفاح ، طارت رؤوس المقاييس في مَهاب[2] الرياح .

وحدث الحافظ أبو طاهر السِّلَفي قال : استفتيت شيخنا أبا الحسن المعروف بالكيا الهراسي ببغداد في سنة خمس وتسعين وأربعمائة لكلام جرى بيني وبين الفقهاء بالمدرسة النظامية ، وصورة الاستفتاء : « ما يقول الإمام وفّقه الله تعالى في رجل أوصى بثلث ماله للعلماء والفقهاء ، هل تَدْخُلُ كَتَبَةُ الحديث تحت هذه الوصية أم لا ؟ » فكتب الشيخ تحت السؤال « نعم ، كيف لا وقد قال النبي ، صلى الله عليه وسلم : من حفظ على أمتي أربعين حديثاً من أمر دينها بعثه الله يوم القيامة فقيهاً عالماً ؟ »

وسئل الكيا أيضاً عن يزيد بن معاوية فقال : إنه لم يكن من الصحابة لأنه ولد في أيام[3] عمر بن الخطاب ، رضي الله عنه ، وأما قول السلف ففيه لأحمد قولان تلويح وتصريح ، ولمالك قولان تلويح وتصريح ، ولأبي حنيفة قولان تلويح وتصريح ، ولنا قول واحد التصريح دون التلويح ، وكيف لا يكون كذلك وهو اللاعب بالنرد والمتصيد بالفهود ومدمن الخمر ، وشعره في الخمر معلوم ، ومنه قوله :

أقولُ لصحبٍ ضَمّتِ الكأسُ شَمْلَهُمْ ... وداعي صَباباتِ الهَوى يترَنَّمُ
خُذوا بنصيبٍ من نَعيمٍ ولذةٍ ... فكلٌ وإن طالَ المدى يتَصَرَّمُ
[ولا تترُكوا يومَ السُّرورِ إلى غدٍ ... فربَّ غَدٍ يأتي بما ليسَ يُعلَمُ][4]

١ انظر الجزء الاول : ٢٦٨ .
٢ لي : مهب .
٣ لي : زمان .
٤ لم يرد البيت في المخطوطات ؛ والأبيات الثلاثة في تمام المتون : ٨٢ .

٢٨٧

سير أعلام النبلاء

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى

٧٤٨هـ - ١٣٧٤م

الجزء الرابع

مؤسسة الرسالة

یزید لعین علمائے اہل سنت کی نگاہ میں

امام ذہبی لکھتے ہیں:

یزید ناصبی تھا، انتہائی بدخو، تند مزاج اور گنوار قسم کا شخص تھا۔ شراب پیتا اور برے افعال کا مرتکب ہوتا تھا۔

الشعر، شديدَ الأُدْمة، بوجهه أثرُ جُدَرِيّ. فقال الناس: هذا الأعرابي الذي ولي أمر الأُمّة! فدخل على باب تُوما، وسار إلى باب الصَّغير، فنزل إلى قبر معاوية، فوقف عليه وصفُّنا خلفه وكبَّر أربعاً، ثم أُتي ببغلة، فأتى الخَضْراء[1]، وأتى الناسُ لِصلاةِ الظُّهر، فخرج وقد تغسَّلَ ولبس ثياباً نقيَّة، فصلَّى وجلسَ على المِنْبر، وخطَبَ وقال: إنَّ أبي كان يُغْزيكُمُ البَحْرَ، ولستُ حامِلكُمْ في البحر، وإنَّه كان يُشتيكم بأرض الرُّوم، فلستُ أُشتي المسلمين في أرض العدُوّ، وكان يُخْرِج العطاءَ أثلاثاً وإني أجمعهُ لكم. فافترقوا يُثْنون عليه.

وعن عمرو بن قيس، سمع يزيد يقول على المنبر: إنَّ الله لا يؤاخِذ عامَّةً بخاصةٍ إلاَّ أنْ يظهر منكرٌ فلا يُغيَّر، فيُؤاخِذ الكُلَّ، وقيل: قام إليه ابن همّام فقال: أَجرَكَ الله يا أمير المؤمنين على الرَّزِيَّة، وبارك لكَ في العطيَّة، وأعانك على الرعيَّة، فقد رُزِئت عظيماً، وأُعْطيت جزيلاً، فاصبِرْ واشكُر، فقد أصبحتَ ترعى الأُمّة، والله يرعاك.

وعن زياد الحارثيِّ قال: سقاني يزيد شراباً ما ذقتُ مثله، فقلت: يا أمير المؤمنين لَمْ أُسَلْسِلْ مثلَ هذا. قال: هذا رُمّانُ حُلْوان، بِعَسَل أَصْبَهان، بسُكَّر الأهْواز، بزبيب الطائف، بماء بَرَدَى.

وعن محمد بن أحمد بن مِسمع قال: سكِرَ يزيد، فقام يرقصُ، فسقط على رأسه فانشقَّ وبدا دماغُه.

قلت: كان قويّاً شجاعاً، ذا رأيٍ وحَزْمٍ، وفِطنة، وفصاحة، وله شعر جيِّد وكان ناصِبيّاً[2]، فَظّاً، غليظاً، جِلْفاً. يتناولُ المُسْكِر، ويفعل المُنْكَر.

(١) انظر ص ١٦ تعليق (٤).
(٢) من «الناصبيّة» وهم المنافقون المتديّنون ببغضة عليٍّ رضي الله عنه، سموا بذلك لأنهم نصبوا له وعادوه.

٣٧

حکومت سعودی عرب اور علماء سعودی عرب کا یزید کے بارے فتویٰ کہ وہ ظالم فاسق ہے:

فتاوی اللجنة الدائمه میں مفتی اعظم الشیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز نائب مفتی اعظم الشیخ عبدالرزاق عفیفی مفتی الشیخ عبداللہ بن غدیان لکھتے ہیں کہ یزید کوئی عزت والا نہ اللہ کے نیکوکاروں سے ہے۔۔۔ محبت نہ کرنے کی وجہ اس سے ایسے نیک اعمال صادر ہی نہیں ہوئے جو اسکی محبت کو واجب کرتے ہوں ایک ہی بات ہے کہ وہ بادشاہوں سے اور اس قسم کے اشخاص سے محبت مشروع نہیں ہے اور محبت نہ کرنے کی وجہ یہ بھی ہے بیشک اس سے ایسی چیزیں صادر ہوئی ہیں جو اس کے فسق اور ظلم کا اسکی سیرت میں تقاضا کرتی ہیں حسین رضی اللہ عنہ کے امر میں اور اہل حرہ کے امر میں

فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

جمع وترتيب الشيخ أحمد بن عبد الرزاق الدويش

دار المؤيد

فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

وأما يزيد بن معاوية فالناس فيه طرفان ووسط، وأعدل الأقوال الثلاثة فيه أنه كان ملكا من ملوك المسلمين له حسنات وسيئات ولم يولد إلا في خلافة عثمان رضي الله عنه ولم يكن كافرا ولكن جرى بسببه ما جرى من مصرع الحسين وفعل ما فعل بأهل الحرة، ولم يكن صاحبا ولا من أولياء الله الصالحين قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله[1]، وهذا قول عامة أهل العقل والعلم والسنة والجماعة وأما بالنسبة للعنه فالناس فيه ثلاث فرق فرقة لعنته وفرقة أحبته وفرقة لا تسبه ولا تحبه، قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله تعالى، وهذا هو المنصوص عن الإمام أحمد وعليه المقتصدون من أصحابه وغيرهم من جميع المسلمين، وهذا القول الوسط مبني على أنه لم يثبت فسقه الذي يقتضي لعنه أو بناء على أن الفاسق المعين لا يلعن بخصوصه إما تحريما وإما تنزيها، فقد ثبت في صحيح البخاري عن عمر في قصة عبد الله بن حمار الذي تكرر منه شرب الخمر وجلده رسول الله صلى الله عليه وسلم لما لعنه بعض الصحابة قال النبي صلى الله عليه وسلم: «لا تلعنه فإنه يحب الله ورسوله»[2]، وقال صلى الله عليه وسلم: «لعن المؤمن كقتله» متفق عليه.

وهذا كما إن نصوص الوعيد عامة في أكل أموال اليتامى والزنا والسرقة فلا يشهد بها على معين بأنه من أصحاب النار لجواز تخلف المقتضى عن المقتضى لمعارض راجح إما توبته وإما حسنات وإما مصائب مكفرة وإما شفاعة مقبولة وغير ذلك من المكفرات للذنوب هذا بالنسبة لمنع سبه ولعنته.

وأما بالنسبة لترك المحبة فلأنه لم يصدر منه من الأعمال الصالحة ما يوجب محبته، فبقي واحدا من الملوك السلاطين ومحبة أشخاص هذا النوع ليست مشروعة ولأنه صدر عنه ما يقتضي فسقه وظلمه في سيرته وفي أمر الحسين وأمر أهل الحرة.

(١) مجموع الفتاوى ج٣ ص ٤٠٩ و٤١٤ وج ٤ ص ٤٤٣ و٤٨١ و٥٠٦.

(٢) البخاري برقم ٦٧٨٠ ...

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

٢٨٥

فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

وبالله التوفيق وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو	نائب رئيس اللجنة	الرئيس
عبد الله بن غديان	عبد الرزاق عفيفي	عبد العزيز بن عبد الله بن باز

السؤال الحادي عشر من الفتوى رقم ١٨٩

س: كيف نعامل الرجل الذي يسب الأصحاب الثلاثة؟

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على رسوله وآله وصحبه.. وبعد:

ج: صحابة رسول الله صلى الله عليه وسلم خير هذه الأمة وقد أثنى الله عليهم في كتابه، قال الله تعالى: (والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه وأعد لهم جنات تجري تحتها الأنهار خالدين فيها أبدا ذلك الفوز العظيم)، سورة التوبة، وقال تعالى: (لقد رضي الله عن المؤمنين إذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم فأنزل السكينة عليهم وأثابهم فتحا قريبا)، إلى غير هذا من الآيات التي أثنى الله فيها على الصحابة ووعدهم بدخول الجنة، وأبو بكر وعمر وعثمان وعلي من هؤلاء السابقين وممن بايع تحت الشجرة، فقد بايع النبي صلى الله عليه وسلم نفسه لعثمان فكانت شهادة له وثقة منه به، وكانت أقوى من بيعة غيره للنبي صلى الله عليه وسلم، وقد أثنى عليهم النبي صلى الله عليه وسلم في أحاديث كثيرة إجمالا وتفصيلا وخاصة أبا بكر وعمر وعثمان وعلي، وبشر هؤلاء بالجنة في جماعة آخرين من الصحابة وحذر من سبهم فقال: «لا تسبوا أصحابي فإن أحدكم لو أنفق مثل أحد ذهبا ما أدرك مد أحدهم ولا نصيفه» رواه مسلم في صحيحه من طريق أبي هريرة وأبي سعيد الخدري فمن سب أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أو شتمهم وخاصة الثلاثة أبا بكر وعمر وعثمان المسؤول عنهم فقد خالف كتاب الله وسنة رسوله ... بذمه إياهم وكان محروما من المغفرة التي وعدها الله من جاء بعدهم واستغفر لهم ودعا الله ألا يجعل في قلبه غلا على المؤمنين،

Facebook.com/AllamaSajidKhanNaqshbandi

٢٨٦

یزید اور علماء اھلسنت

یزید پلید اور غاصب تھا حجۃ الاسلام امام قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ہدیۃ الشیعہ، ص280)

٢٨٠

کرنا ثابت کیا؟ مثل آفتاب روشن ہے۔ لیکن چونکہ علماء شیعہ خصوصًا مولوی عمار علی صاحب کی عقل کی رسائی معلوم ہے۔ اس لئے اس بات سے چشم پوشی کر کے ہم اور جواب دیتے ہیں وہ یہ ہے، کہ یہی فدک عمر بن عبدالعزیز کے وقت میں حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے لیا۔ اور وہ انہیں کے ہاتھ میں رہا پھر خلفاء عباسیہ اس پر متصرف ہو گئے یہاں تک کہ سنہ دو سو بیس میں مامون عباسی نے اپنے عامل قثم بن جعفر کو لکھا کہ فدک حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہ کی اولاد کے حوالہ کر دے۔ سو اس وقت امام علی رضا نے لیا، پھر متوکل عباسی اس پر متصرف ہو گیا۔ بعد ازاں معتضد نے پھر ہٹا دیا۔ چنانچہ یہ سب قصہ مفصل قاضی نور اللہ نے مجالس المومنین میں لکھا اگر کوئی سنی لکھتا تو شیعوں کے نزدیک اعتبار کے قابل بھی نہ ہوتا اور اس کو بھی جانے دیجئے۔ مجالس المومنین کا حال تو پڑھے لکھے یا صحبت یافتہ علماء جانتے ہوں گے | قواعد شیعہ کی رو سے حضرت علیؓ کا خلافت قبول کرنا بھی درست نہ تھا

یہ تو سب جانتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے بعد شہادت حضرت عثمان کے خلافت مغصوبہ قبول کی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یزید پلید سے خلافت مغصوبہ کے طالب ہوئے، یہانتک کہ نوبت شہادت کی پہنچی، اور اگر ان میں سے ایک بھی ظہور میں نہ آتا، تو شے مغصوب کے لینے کے جواز میں اور ... کے وجوب میں عقلائے اولو الالباب کے نزدیک پھر بھی کچھ تامل نہ تھا۔ کیونکہ سابق میں محقق ہو چکا ہے کہ آیت وآتِ ذا القربیٰ میں گو مخاطب خاص ہے لیکن خطاب ... ہی ہو۔ اگر ذا القربیٰ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے قرابتی مراد ہوں تو ان کے حق کا دلانا سب کے ذمہ واجب ہو۔

اور نیز وجوب عدل وانصاف کی فرضیت سے کلام اللہ بھرا ہوا ہے اور عدل وانصاف اسے ہی کہتے ہیں کہ اہلِ حق کے حقوق دلائے جائیں۔ سو بعد غصب کے اگر مالک کا حق باقی رہتا ہے تو حضرت علی کے ذمہ فدک کا حضرت زہرا کے وارثوں کو پہنچانا فرض تھا۔ اور اگر بعد غصب اہل بیت کا حق ساقط ہو گیا۔ تو اس میں اور عفو ...

اہل تشیع کیلئے اصلاح افروز ہدیۂ محبت ونصیحت

ہدیۃ الشیعہ

تالیف حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

بانی دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ تعالی سوانح قاسمی میں اس کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں۔

سیدنا الامام الکبیر حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالی کی کتابوں میں یہ کتاب سب سے زیادہ ضخیم ہے۔

جس میں انتہائی دل سوزیوں کے ساتھ شیعوں کی غلط فہمیوں کو مٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔

حضرت مصنف نے اپنے عام طریقہ تصنیف کے خلاف اس کتاب میں بکثرت دوسری کتابوں کے حوالوں کو بھی پیش کیا ہے۔

بڑے دردناک لہجہ میں کتاب کو ختم کرتے ہوئے ارقام فرمایا گیا ہے۔ کہ شیعوں کو چاہیے کہ "اس عقیدۂ بد سے باز آ کر توبہ واستغفار سے تدارک مافات کریں...... آئندہ نہ مانیں تو وہ جانیں"۔

دار العلوم دیوبند

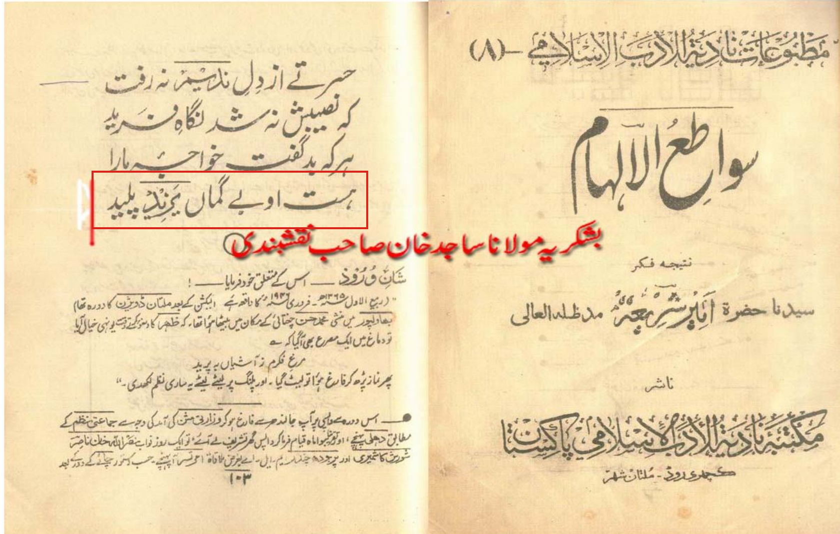
ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان

Facebook.com/AllamaSajidKhanNaqshbandi

یزید اور اکابر علماء دیوبند

یزید پلید تھا امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ (سوط الالہام، ص 103)



مطبوعات نادرۃ الادب الاسلامی — (۸)

سواطعِ الالہام

نتیجہ فکر

سیدنا حضرۃ امیر شریعت مدظلہ العالی

ناشر

مکتبہ نادرۃ الادب الاسلامی پاکستان

کچہری روڈ ۔ ملتان شہر

حسرتے از دلِ ندیمم نہ رفت
کہ نصیبش نہ شد نگاہِ فرید
ہر کہ بد گفت خواجۂ مارا
ہست او بے گماں یزیدِ پلید

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

شانِ وُرُود ـــ اس کے متعلق خود فرمایا ـــ !

"(ربیع الاول ۱۳۶۵ھ ـ فروری ۱۹۴۶ء کا واقعہ ہے الیکشن کے بعد ملتان ڈویژن کا دورہ تھا) بھاولپور میں منشی محمد حسن چغتائی کے مکان میں بیٹھا ہوا تھا، کہ ظہر کا وضو کرتے وقت یونہی خیال آیا تو دماغ میں ایک مصرع بھی آگیا کہ ؎

مرغِ فکرم ز آشیاں بپرید

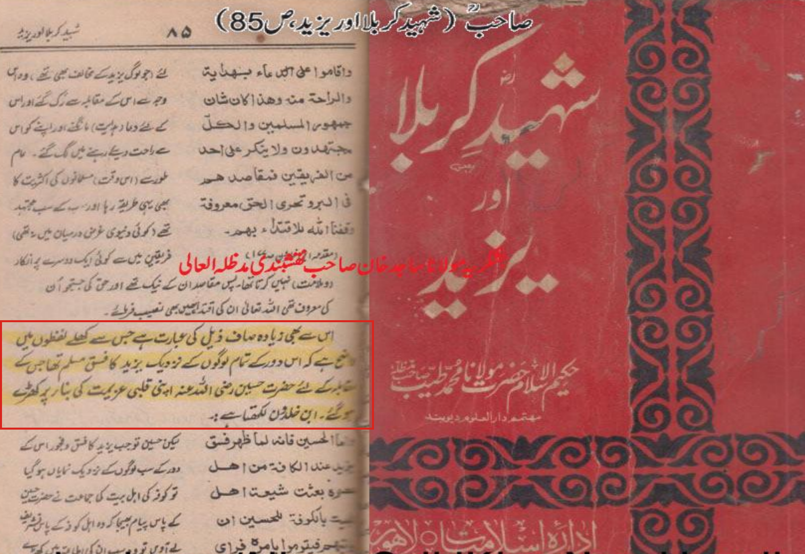
پھر نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو لیٹ گیا۔ اور پلنگ پر لیٹے لیٹے یہ ساری نظم لکھدی۔"

● ـــ اس دورے سے واپسی پر آپ جالندھر سے فارغ ہو کر وزارتی مشن کی آمد کی وجہ سے جماعتی نظم کے مطابق دہلی پہنچے، اور تقریباً ایک ماہ قیام فرما کر واپس گھر تشریف لے آئے، تو ایک روز نواب نصر اللہ خان ناصر، شورش کاشمیری اور پروردہ چند ایم۔ ایل۔ اے یعنی ملاقات امرتسر آپہنچے۔ جب کسور چھانے کے دور کے بعد

۱۰۳

یزید اور علماء اھلسنت

یزید کے فسق پر اجماع ہے اس کا فاسق ہونا سب کے ہاں مسلم ہے حکیم الاسلام مولانا قاری طیب صاحبؒ (شہید کربلا اور یزید، ص 85)



شہیدِ کربلا اور یزید

حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب

مہتمم دارالعلوم دیوبند

ادارہ اسلامیات لاہور

شہید کربلا اور یزید ۸۵

واقاموا علی الجماعۃ بہدایتہ والراحۃ منہ وھذا کان شان جمہور المسلمین والکل مجتہدون ولا ینکر علی احد من الفریقین فمقاصدھم فی البر وتحری الحق معروفۃ وفقنا اللہ للاقتداء بھم۔ (مقدمہ ابن خلدون ص ۲۱۱)

لئے (جو لوگ یزید کے مخالف بھی تھے، وہ اس) وجہ سے اس کے مقابلہ سے رک گئے اور اس کے لئے دعا (ہدایت) مانگتے اور اپنے کو اس سے راحت دیئے رہنے میں لگ گئے۔ عام طور سے (اس وقت) مسلمانوں کی اکثریت کا بھی یہی طریقہ رہا اور سب کے سب مجتہد تھے (کوئی دنیوی غرض درمیان میں نہ تھی) فریقین میں سے کوئی ایک دوسرے پر انکار (وملامت) نہیں کرتا تھا۔ پس مقاصد ان کے نیک تھے اور حق کی جستجو ان کی معروف تھی اللہ تعالیٰ ان کی اقتداء ہمیں بھی نصیب فرمائے۔

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی مدظلہ العالی

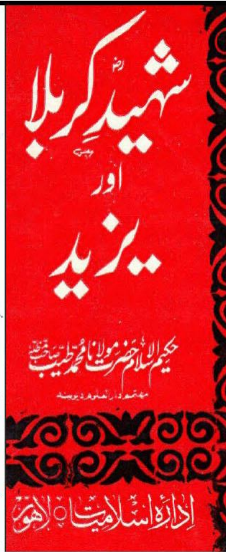
اس سے بھی زیادہ صاف ذیل کی عبارت ہے جس سے کھلے لفظوں میں واضح ہے کہ اس دور کے تمام لوگوں کے نزدیک یزید کا فسق مسلم تھا جس کے مقابلہ کے لئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنی قلبی عزیمت کی بناء پر کھڑے ہوگئے۔ ابن خلدون لکھتا ہے:۔

واما الحسین فانہ لما ظہر فسق یزید عند الکافۃ من اھل عصرہ بعثت شیعۃ اھل البیت بالکوفۃ للحسین ان یاتیھم فیقوموا بامرہ فرای

لیکن حسین تو جب یزید کا فسق وفجور اس کے دور کے سب لوگوں کے نزدیک نمایاں ہوگیا تو کوفہ کی اہل بیت کی جماعت نے حضرت حسین کے پاس پیام بھیجا کہ وہ اہل کوفہ کے پاس تشریف لے آویں تو وہ سب ان کی اطاعت میں کھڑے

یزید کے فسق پر کون کون سے علماء متفق ھیں تفرد کھنے والوں کیلئے

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی



شہید کربلا اور یزید ۱۵۲

کیا گیا ہے۔ ورنہ اس آدھے تیتر آدھی بٹیر کی صنعت گری سے پھر انہیں یہ الزام قبول کرنا چاہیئے کہ وہ روایات کے ردّ و قبول میں اپنے نظریات کو معیار جانتے ہیں تاریخی حقائق و وثائق اور خود مؤرخ کو نہیں۔ اس لئے ایک ہی روایت کا جتنا حصہ ان کے مطلب کے موافق ہوتا ہے لے لیتے ہیں جتنا حصہ موافق مطلب نہیں ہوتا چھوڑ دیتے ہیں خواہ وہ ایک ہی مسلسل روایت کا بقیہ حصہ کیوں نہ ہو؟ یعنی انکی نگاہ میں کسی واقعہ کے ثبوت کیلئے تاریخ اصل نہیں بلکہ اپنی نظر اصل ہے۔

یہی انہوں نے حضرت حسینؓ کو تابعی ثابت کرنے کے بارہ میں بھی کیا کہ ابن کثیر سے امام احمد کا وہ غریب قول تو نقل کر دیا جس سے حضرت حسینؓ صحابی نہ رہیں۔ تابعی ثابت ہو جائیں اور ابن کثیر ہی کی اسی روایت کے سلسلہ کی وہ کڑی چھوڑ دی جس سے حضرت حسینؓ کی معاصرۃ رسول اور صحابیت پر کھلی روشنی پڑتی تھی۔ حالانکہ وہ مسلسل ایک ہی عبارۃ کا سلسلہ چل رہا تھا جس کا یہ اصلی حصہ تھا بہر حال یزید کو عمر ثانی ثابت کرنا تھا تو متعلقہ روایت میں سے خصال محمودہ کا ٹکڑہ نقل کر دیا اور خصال مذمومہ والا اگلا حصہ چھوڑ دیا اور حسین کو تابعی ثابت کرنا تھا تاکہ صحابیت کی خصال محمودہ ان کے لئے ثابت نہ رہیں تو ابن کثیر کی متعلقہ تاریخی عبارات کا تابعیت والا ایک حصہ لے لیا اور صحابیت والا دوسرا خلاف مطلب حصہ چھوڑ دیا اسی لئے ہم شروع سے یہی عرض کرتے رہے ہیں کہ یہ تاریخی ریسرچ نہیں نظریاتی ریسرچ ہے صرف لیبل اس پر تاریخی ریسرچ کا چپکا دیا گیا ہے۔

بہر حال یزید کے فسق و فجور پر جب کہ صحابہ کرامؓ سب کے سب ہی متفق ہیں خواہ مبایعین ہوں یا مخالفین پھر ائمہ مجتہدین بھی متفق ہیں اور ان کے بعد علماء

شہید کربلا اور یزید ۱۵۳

راسخین محدثین فقہاء مثل علّامہ قسطلانی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ ہیثمی، علّامہ ابن جوزی، علامہ سعد الدین تفتازانی، محقق ابن ہمام حافظ ابن کثیر علامہ الکیا الہراسی جیسے محققین یزید کے فسق پر علماء سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں۔ اور خود بھی اسی کے قائل ہیں۔ پھر بعض ان میں سے اس فسق کے قدر مشترک کو متواتر المعنیٰ بھی کہہ رہے ہیں۔ جس سے اس کا قطعی ہونا بھی واضح ہے۔ پھر اوپر سے ائمہ اجتہاد میں سے امام ابو حنیفہ، امام مالک امام احمد بن حنبل کا یہی مسلک الہراسی نقل کر رہے ہیں۔ اور خود شافعی ہیں اور فتویٰ دے رہے ہیں تو ان کی نقل ہی سے یہ مسلک امام شافعی اور فقہ شافعی کا بھی ثابت ہوتا ہے تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے؟

اسی سے یہ بھی واضح ہے کہ یہ تاریخی نظریہ نہیں جسے مورخین نے بطور تاریخی ریسرچ کے پیش کر دیا ہو بلکہ ایک فقہی اور کلامی مسئلہ ہے جو عقیدہ اور مسئلہ کی لائن سے ان ارباب حدیث و فقہ نے اپنی کتب عقائد و مسائل میں اس کا ذکر کیا ہے۔ مذہبی ریسرچ کو ذرا اور آگے بڑھایا جائے تو واضح ہو گا کہ فسق یزید کا مسئلہ کوئی اجتہادی مسئلہ بھی نہیں جو کہ مسئلہ اور عقیدہ کا درجہ پھر بھی رکھتا تھا۔ بلکہ ایک منصوص مسئلہ ہے جس کی بنیادیں کتاب و سنت میں موجود ہیں۔ گو درجۂ اجمال میں ہیں اور علماء راسخین و مجتہدین کی یہ نقول اور حقیقت انہی احادیث کے تفصیلی بیان اور اس کی تشریح و توضیح کا درجہ رکھتی ہیں۔

اس سلسلہ میں احادیث نے یزید کی حکومت اس کی نوعیت اور اسکے فسق آمیز اقدامات کی کلی اور اصولی الفاظ میں ایک پوری تاریخ ذکر کر دی ہے۔

Facebook.com/AllamaSajidKhanNaqshbandi

یزید اور علماء اھلسنت

یزید ذلیل ہو کر مرا مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحبؒ (شہید کربلا، ص96)

شہید کربلا ۹۶

ہلاکت یزید

شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد یزید کو بھی ایک دن چین نصیب نہ ہوا، تمام اسلامی ممالک میں خونِ شہداء کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہو گئیں اس کی زندگی اس کے بعد دو سال آٹھ ماہ اور ایک روایت میں تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں رہی دنیا میں بھی اس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا اور اسی ذلت کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔

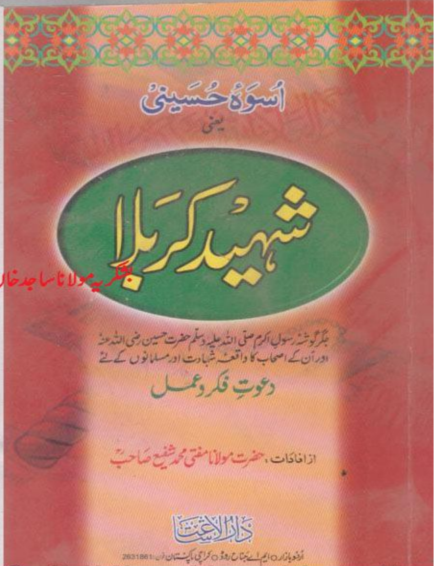
کوفہ پر مختار کا تسلط اور تمام قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کی عبرتناک ہلاکت

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی مدظلہ العالی

قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کی آفات ارضی و سماوی کا ایک سلسلہ تو تھا ہی واقعۂ شہادت سے پانچ ہی سال بعد ۶۶ھ میں مختار نے قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ سے قصاص لینے کا ارادہ ظاہر کیا تو عام مسلمان اس کے ساتھ ہو گئے اور تھوڑے عرصہ میں اس کو یہ قوت حاصل ہو گئی کہ کوفہ اور عراق پر اس کا تسلط ہو گیا اس نے اعلان عام کر دیا کہ قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کے سوا سب کو امن دیا جاتا ہے اور قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کی تفتیش و تلاش پر پوری قوت خرچ کی اور ایک ایک کو گرفتار کر کے قتل کیا، ایک روز میں دو سو اڑتالیس آدمی اس جرم میں قتل کیے گئے کہ وہ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھے، اس کے بعد خاص لوگوں کی تلاش اور گرفتاری شروع ہوئی۔

عمرو بن حجاج زبیدی پیاس اور گرمی میں بھاگا، پیاس کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑا ذبح کر دیا گیا۔

شمر ذی الجوشن جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں سب سے زیادہ شقی

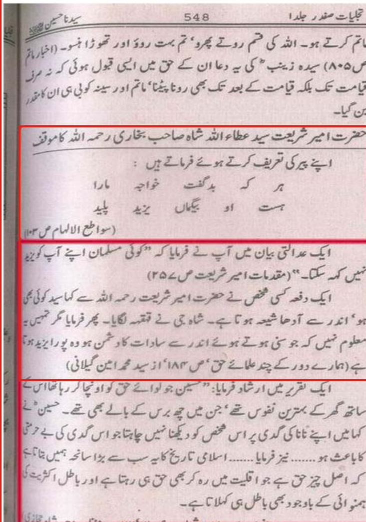


Facebook.com/AllamaSajidKhanNaqshbandi

یزید اور اکابر علماء دیوبند

یزید پلید تھا کوئی مسلمان خود کو یزید نہیں کہہ سکتا۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری و مولنا امین صفدر اوکاڑوی

(تجلیات صفدر، ج1، ص548)



تجلیات صفدر جلد ا 548 سیدنا حسین

ماتم کرتے ہو۔ اللہ کی قسم روتے پھرو، تم بہت روؤ اور تھوڑا ہنسو۔ (اخبار ماتم ص۸۰۵) سیدہ زینب ؓ کی یہ دعا ان کے حق میں ایسی قبول ہوئی کہ نہ صرف قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد تک بھی رونا پیٹنا، ماتم اور سینہ کوبی ہی ان کا مقدر بن گیا۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ کا موقف

اپنے پیر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

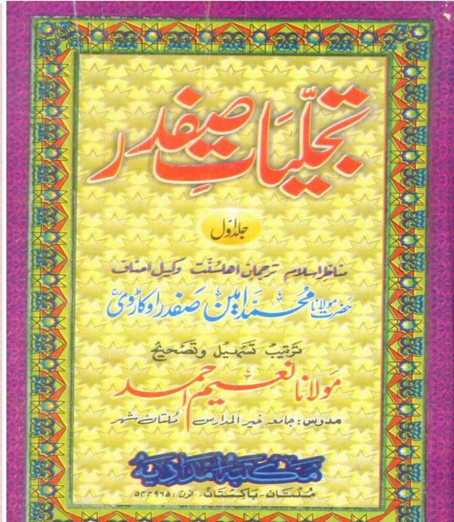
ہر کہ بدگفت خواجہ مارا
ہست او بیگماں یزید پلید

(سواطع الالہام ص۱۰۳)

ایک عدالتی بیان میں آپ نے فرمایا کہ "کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا۔" (مقدمات امیر شریعت ص۲۵۷)

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ سے کہا سید کوئی بھی ہو، اندر سے آدھا شیعہ ہوتا ہے۔ شاہ جی نے قہقہہ لگایا۔ پھر فرمایا مگر تمہیں یہ معلوم نہیں کہ جو سنی ہوتے ہوئے اندر سے سادات کا دشمن ہو وہ پورا یزید ہوتا ہے (ہمارے دور کے چند علمائے حق، ص۱۸۳، از سید محمد امین گیلانی)

ایک تقریر میں ارشاد فرمایا: "حسین جو لوائے حق کو اونچا کر رہا تھا اس کے ساتھ گھر کے بہترین نفوس تھے، جن میں چھ برس کے بالے بھی تھے۔ حسین ؓ نے کہا میں اپنے نانا کی گدی پر اس شخص کو دیکھنا نہیں چاہتا جو اس گدی کی بے حرمتی کا باعث ہو .... نیز فرمایا .... اسلامی تاریخ کا یہ سب سے بڑا سانحہ ہمیں بتاتا ہے کہ اصل چیز حق ہے جو اقلیت میں رہ کر بھی حق ہی رہتا ہے اور باطل اکثریت کی ہمنوائی کے باوجود بھی باطل ہی کہلاتا ہے۔



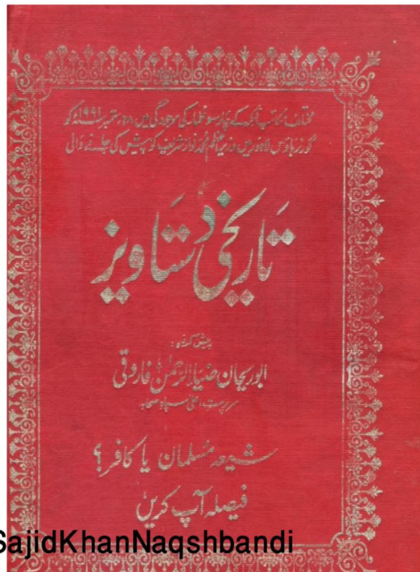
اہل السنۃ والجماعۃ کے سربراہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کا شیعوں کو جواب ہمارے کسی کارکن کے کبھی یزید کی تعریف و وکالت نہیں کی معلوم ہوا کہ یزید کی تعریف کرنے والا شیعوں کو ہم نوا ہے



تاریخی دستاویز 29

مذکورہ کتابوں سے قابل اعتراض صفحات کے فوٹو سٹیٹ پر مشتمل ایک یادداشت تیار کی۔ یہ یادداشت ابتداء میں دو سو چالیس (240) صفحات پر مشتمل تھی۔ اس طرح 50 نقول تیار کر کے اصل کتابیں اور دستاویزات 28 ستمبر کو گورنر ہاؤس پہنچا دی گئیں۔ اجلاس میں سپاہ صحابہ کی طرف سے قائد سپاہ صحابہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی، مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا محمد اعظم طارق اور مولانا عبدالمجید ہزاروی نے شرکت کی۔ شیعہ کی طرف سے ساجد نقوی خود تو نہ آئے لیکن ان کے نمائندے افتخار حسین نقوی اور ریاض نقوی نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں جمعیت علماء اسلام کے دونوں گروپ، جماعت اسلامی، جماعت اہلسنت، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت اہلحدیث اور ملک کے نامور جید علماء کرام اجلاس میں موجود تھے۔ اجلاس میں خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمی نے اپنے ولولہ انگیز خطاب میں فرمایا سپاہ صحابہ اور پوری سنی قوم کا مطالبہ ہے کہ صحابہ کرام اور اہل بیت عظام ؓ کے گستاخ کو سزائے موت دی جائے۔ اس خطاب کے فوراً بعد ریاض حسین نقوی نے اپنی تقریر میں اس مطالبہ کی تائید کر دی لیکن اپنی تقریر میں انہوں نے سپاہ صحابہ پر تشدد اور یزید کی حمایت کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ پاکستان کا کوئی شیعہ صحابہ کرام ؓ کی گستاخی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ خمینی صاحب نے بھی امت کو وحدت کا درس دیا ہے۔ سپاہ صحابہ انڈیا کے ایجنٹوں کے ایماء پر خواہ مخواہ ہم پر صحابہ ؓ دشمنی کا الزام لگا رہی ہے۔ اگر ہم صحابہ ؓ کے خلاف ہوتے تو ان کے گستاخ کے لئے سزائے موت کی تائید کیوں کرتے۔ ریاض حسین نقوی نے اپنی تقریر میں ایسے شاطرانہ اور مکارانہ انداز میں تقیہ کرتے ہوئے گفتگو کی کہ پوری مجلس میں بریلوی، اہلحدیث اور بعض دیوبندی علماء اور حکومت نے اس کے موقف کی تائید کر دی۔

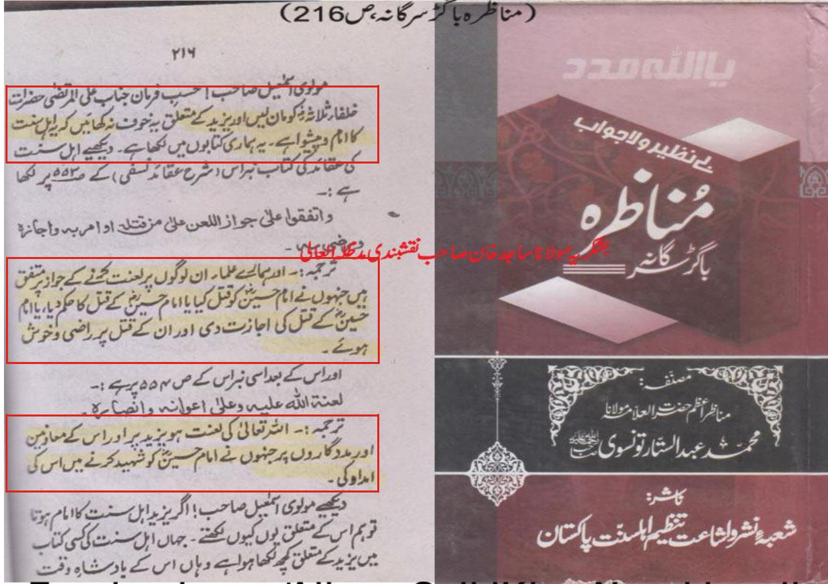
کئی آوازیں بلند ہوئیں کہ جب شیعہ بھی صحابہ ؓ کے حامی ہیں تو سزائے موت کا مطالبہ اور کافر کافر کا نعرہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس فضا نے پورے ماحول کو مکدر کر دیا۔ وزیراعظم سمیت تمام علماء اور نمائندے شیعہ لیڈر کی تائید کرنے لگے اس طرح سزائے موت کا مطالبہ اور سپاہ صحابہ کا موقف صدا بصحرا ہوتا نظر آیا۔ ریاض نقوی کے خطاب کے بعد وزیراعظم نے محفل برخاست کرنے کا اعلان کر دیا۔ عین اس موقع پر (راقم) خادم سپاہ صحابہ ضیاء الرحمٰن فاروقی نے کھڑے ہو کر کہا، ریاض نقوی نے جھوٹ بول کر جس مکاری کا مظاہرہ کیا ہے مجھے اس کے جواب کے لئے وقت دیا جائے۔ میاں نواز شریف نے کہا میں تمام علماء کا خطاب سن چکا ہوں، مجھے سب لوگوں کی بات سمجھ میں آگئی ہے، اب ریاض نقوی کی تقریر کے بعد کسی اور تقریر کی ضرورت نہیں۔ اس لئے محفل برخاست کی جاتی ہے خادم سپاہ صحابہ نے زور دیکر کہا شیعہ لیڈر نے غلط بیانی کی انتہا کر دی ہے اس کے جواب کے بغیر یہاں سے کوئی نہیں جا سکتا، آپ کو اس کا جواب سننا پڑے گا۔ تقریباً سات منٹ تک مجمع میں سناٹا رہا۔ خادم سپاہ صحابہ اور وزیراعظم میں وقت پر تکرار ہوتا رہا۔ بالآخر وزیراعظم نے کہا اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر بتائیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ راقم نے کہا سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یزید کے بارے میں جس موقف کی بات ریاض نقوی نے کی ہے وہ بے بنیاد ہے جب سے سپاہ صحابہ قائم ہوئی ہے اس وقت سے لیکر آج تک سپاہ صحابہ کے کسی ایک چھوٹے سے چھوٹے کارکن نے بھی زبان و قلم سے یزید کی تعریف نہیں کی اگر یہ بات غلط ہو تو ابھی ثبوت پیش کیا جائے۔ یزید کے بارے میں جو موقف امام ابوحنیفہ سے لیکر مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا احمد رضا بریلوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ہے، وہی ہمارا ہے، ہم نے کبھی یزید کی وکالت نہیں کی۔ اس پر محفل کے تمام بریلوی علماء داد و تحسین دینے لگے، انہوں نے کہا کہ ہم بھی پہلے اس غلط فہمی میں تھے کہ سپاہ صحابہ یزید کی وکالت کرتی ہے بعد ازاں راقم نے کہا میرے پاس اس وقت خمینی صاحب کی کتاب کشف الاسرار ہے اس کے صفحہ



یزید اور علماء اہلسنت

یزید اہلسنت کا امام نہ تھا ہم تو اس پر لعنت کرتے ہیں مناظر اعظم حضرت مولانا عبدالستار تونسویؒ

(مناظرہ باگڑ سرگانہ، ص216)



۲۱۶

مولوی اسمٰعیل صاحب! حسب فرمان جناب علی المرتضیٰ حضرات خلفاء ثلاثہؓ کو مان لیں اور یزید کے متعلق بے خوف نہ کہیں کہ یہ اہل سنت کا امام و پیشوا ہے۔ یہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔ دیکھیے اہل سنت کی عقائد کی کتاب نبراس (شرح عقائد نسفی) کے ص ۵۵۳ پر لکھا ہے:۔

واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ او امر بہ واجازہ ورضی بہ۔

ترجمہ:۔ اور ہمارے علماء ان لوگوں پر لعنت کرنے کے جواز پر متفق ہیں جنہوں نے امام حسینؓ کو قتل کیا یا امام حسینؓ کے قتل کا حکم دیا، یا امام حسینؓ کے قتل کی اجازت دی اور ان کے قتل پر راضی و خوش ہوئے۔

اور اس کے بعد اسی نبراس کے ص ۵۵۴ پر ہے:۔

لعنۃ اللہ علیہ وعلی اعوانہ وانصارہ

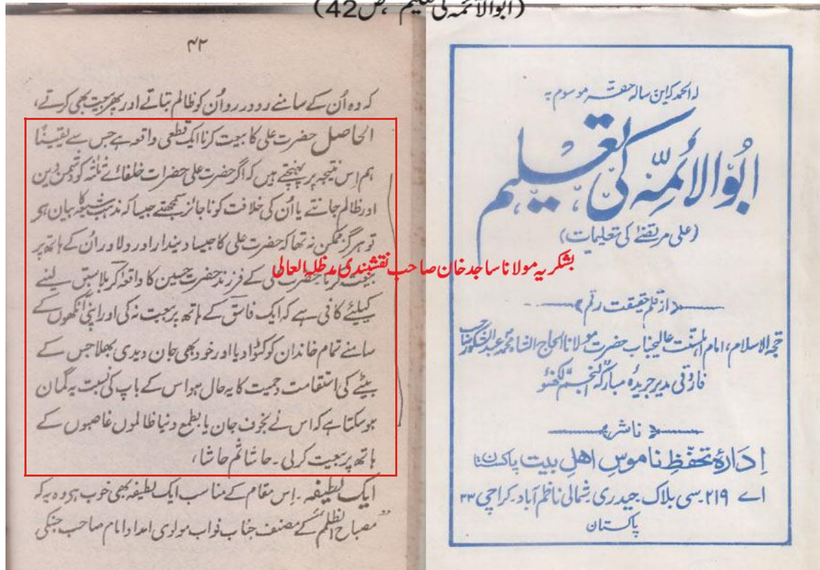
ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے معاونین اور مددگاروں پر جنہوں نے امام حسینؓ کو شہید کرنے میں اس کی امداد کی۔

دیکھیے مولوی اسمٰعیل صاحب! اگر یزید اہل سنت کا امام ہوتا تو ہم اس کے متعلق یوں کیوں لکھتے۔ جہاں اہل سنت کی کسی کتاب میں یزید کے متعلق کچھ لکھا ہوا ہے وہاں اس کے بادشاہ وقت

یزید اور علماء اہلسنت

یزید فاسق تھا اسلئے امام حسینؓ نے اس کے ہاتھ پر بیعت نہ کی امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ

(ابو الآئمہ کی تعلیم، ص42)



۴۲

کہ وہ اُن کے سامنے رو در رو اُن کو ظالم بتاتے اور پھر بیعت بھی کرتے،

الحاصل حضرت علی کا بیعت کرنا ایک قطعی واقعہ ہے جس سے یقیناً ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اگر حضرت علی حضرات خلفائے ثلثہ کو دشمن دین اور ظالم جانتے یا اُن کی خلافت کو ناجائز سمجھتے جیسا کہ مذہب شیعہ کا بیان ہو تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ حضرت علی کا جیسا دیندار اور دلاور اُن کے ہاتھ پر بیعت کرتا حضرت علی کے فرزند حضرت حسین کا واقعہ کربلا سبق لینے کیلئے کافی ہے کہ ایک فاسق کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور اپنی آنکھوں کے سامنے تمام خاندان کو کٹوا دیا اور خود بھی جان دیدی بھلا جس کے بیٹے کی استقامت و حمیت کا یہ حال ہو اس کے باپ کی نسبت یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اس نے بخوف جان یا بطمع دنیا ظالموں غاصبوں کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حاشا ثم حاشا،

ایک لطیفہ۔ اِس مقام کے مناسب ایک لطیفہ بھی خوب ہو وہ یہ کہ مصباح الظلم کے مصنف جناب نواب مولوی امداد امام صاحب جنکی

شیخ عبد الحق محدث دھلویؒ کے ہاتھوں یزید کی چھترول

ایمان سے متعلق ضروری معلومات کا انمول گلدستہ

Sabzwari Publishers

تکمیل الایمان

(ایمان کامل کیسے ہو؟)

مصنف: حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

مترجم: مورخ اہلسنت علامہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ العالی

باہتمام: مولانا حافظ عبدالکریم قادری رضوی

ناشر: سبزواری پبلیشرز
آر۔بی 11/49 عبدالحکیم خان روڈ رتن تلاؤ اسٹریٹ نزد فریئر مارکیٹ کراچی۔ پاکستان
Mobile: ...-7297476
Ph : 24...

نے لعنت کرنے کی ممانعت کی ہے اور بعض توقف کرتے ہیں۔

ہماری رائے میں یزید مبغوض ترین انسان تھا۔ اس بدبخت نے جو کارہائے سرانجام دیئے ہیں۔ امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی سے نہیں ہو سکے۔ شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہانت اہل بیت سے فارغ ہو کر اس بدبخت نے مدینہ منورہ پر لشکر کشی کی اور اس مقدس شہر کی بے حرمتی کے بعد اہل بدینہ کے خون سے ہاتھ رنگے اور باقی ماندہ اصحاب رسول اور تابعین اس کی تیغ ستم کی نذر ہو گئے۔ مدینہ منورہ کی تخریب کے بعد اس نے مکہ معظمہ کی تباہی کا حکم دیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذمہ دار ٹھہرا اور انہی حالات میں وہ دنیا سے رخصت ہو گیا اور اس کی توبہ اور رجوع کا مزید حال تو اللہ ہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور دوسرے اہل ایمان کے دلوں کو یزید کی محبت و الفت' اس کے مددگاروں اور معاونین کی موانست اور ان تمام لوگوں کی دوستی جو اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بدخواہ رہے ہیں اور ان کے حقوق کو پامال کرتے آئے ہیں اور ان سے محبت و صدق عقیدت سے محروم رہے ہیں' سے محفوظ ماموں رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے احباب کو اہل بیت اور ان کے نیک خواہوں کے زمرے میں رکھے اور دنیا و آخرت میں اہل بیت کے مشرب و مسلک پر رکھے۔ بحرمتہ النبی و آلہ الامجاد و بمنہ و کرمہ و ھو قریب مجیب۔

مجتہد کا مقام:

سچا مذہب یہ ہے کہ مجتہد بعض اوقات غلطی کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ مگر اجتہادی غلطی میں وہ معذور سمجھا جاتا ہے بلکہ بعض اوقات اس غلطی کے ارتکاب میں بھی اسے اجر و ثواب ملتا ہے کیونکہ وہ اپنی انتہائی کوشش اور دیانت دارانہ رائے سے کام کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی اجتہادی کوششوں کا ثواب اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔

ان خطاء ت فلک حسنتہ" و ان اصبت فلک حسنتان — اگر تم اجتہاد میں بھول گئے تو تمہیں ایک نیکی ملے گی۔ اگر کامیاب رہے تو تم دو نیکیوں کے حق دار ہو گے۔

بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

امام احمد بن حنبلؒ یزید کو لعنتی اور جہنمی بتاتے شیخ الاسلام ابن تیمیہ منہاج السنۃ مترجم غیر مقلد

العواصم من القواصم اور المنتقی سے اہم ترین حواشی اور تخریج حدیث کے ساتھ

مختصر منہاج السنۃ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

...پ نے فرمایا: ''علی اور
...۔ پوری کی پوری سورت
...شادی مدینہ میں ہجرت
...۔تو پھر یہ کہنا کیسے ممکن
...ف مراد ہیں؟ آپ نے

[یزید پر لعنت کا مسئلہ]

[اشکالات]: شیعہ مصنف رقم طراز ہے: ''اہل سنت کی ایک جماعت یزید کو خلیفہ نہ ماننے کے باوجود اس پر لعنت نہیں بھیجتی؛ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ یزید ظالم تھا؛ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا؛ اور آپ کے اہل خانہ کو گرفتار کیا۔ حالانکہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ (ھود: ۱۸)

''آگاہ ہو جاؤ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔''

حنابلہ کے شیوخ میں سے ابو الفرج ابن جوزی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے' آپ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی: میں نے یحیٰ بن زکریا علیہما السلام کے بدلہ میں ستر ہزار کو قتل کیا۔ اور میں آپ کے نواسے کے بدلے میں انچاس کروڑ لوگوں کو قتل کروں گا۔ اور اہل سنت کے فضلاء میں سے سدی رحمہ اللہ نے حکایت نقل کی ہے کہ: جب میں کربلا میں اترا تو میرے پاس تجارت کے لیے غلہ وغیرہ تھا۔ ہم نے ایک آدمی کے پاس پڑاؤ ڈالا اور اس کے ہاں شام کا کھانا کھایا۔ ہم قتل حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو یاد کرنے لگے۔ ہم نے کہا: قتل حسین رضی اللہ عنہ میں جو کوئی بھی شریک ہوا تھا وہ انتہائی بری موت مرا ہے۔ تو وہ آدمی کہنے لگا: تم سے بڑھ کر جھوٹا کوئی نہیں۔ میں آپ کے قتل میں شریک تھا۔ اور ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے آپ کو قتل کیا؛ مجھے تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ آپ کہتے ہیں: جب رات کا آخری حصہ تھا تو ایک چیخنے والے نے چیخ لگائی۔ ہم نے پوچھا: کیا ہوا؟ کہنے لگے: گھر والا آدمی چراغ کو ٹھیک کرنے کے لیے اٹھا تھا تو اس کی انگلی جل گئی؛ پھر آگ اس کے جسم پر پھیل گئی اور وہ جل گیا۔ سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے اسے دیکھا کہ وہ جل کر کوئلہ بن گیا تھا۔

مُہَنّا بن یحیٰ نامی ایک شخص نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے جب یزید کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ''یزید نے جو کرنا تھا کیا۔'' میں نے کہا: اس نے کیا کیا؟ آپ نے فرمایا: اس نے مدینہ کو پامال کیا۔

امام موصوف کے بیٹے صالح نے آپ سے دریافت کیا کہ بعض لوگ ہمیں یزید کی دوستی سے متہم کرتے ہیں۔''

امام احمد نے جواباً فرمایا: ''بیٹا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ یزید کا دوست کب ہو سکتا ہے؟''

صالح نے کہا: ''تو پھر آپ یزید پر لعنت کیوں نہیں کرتے۔''

امام احمد نے فرمایا: ''جس پر اللہ نے لعنت کی ہے میں اس پر لعنت کیوں نہ بھیجوں؟'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ☆ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ﴾ (محمد: ۲۲، ۲۳)

''بہت ممکن ہے اگر تم برسر اقتدار ہوئے تو زمین میں فساد برپا کرو گے اور باہمی تعلقات توڑ دو گے یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت بھیجی اور انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔''

اس سے بڑا فساد اور کیا ہوگا کہ یزید نے تین دن تک مدینہ کے شہر کو لوٹا۔ وہاں کے رہنے والوں کو قید کیا۔ سات سو قریش و انصار اور مہاجرین کے بڑے بڑے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اور عام خواتین اور مردوں میں سے دس ہزار ایسے آدمیوں کو قتل کیا جن کے بارے میں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ آزاد تھے یا غلام۔ حتیٰ کہ لوگ خون میں ڈوب گئے۔ یہاں تک کہ روضۂ رسول اور مسجد خون سے بھر گئے۔ پھر کعبہ پر منجنیق سے پتھر پھینک کر اسے منہدم کیا اور آگ لگا دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل آگ کے ایک صندوق میں ہوگا اور اسے تمام اہل جہنم سے آدھا عذاب ہو رہا ہوگا۔'' اور اس کے ہاتھ اور پاؤں آگ کی زنجیروں سے باندھ دیے گئے ہوں گے۔ یہاں تک کہ اسے جہنم کے ایسے انتہائی گہرے گڑھے میں ڈال دیا جائے گا اس کے عذاب اور بدبو سے جہنمی بھی اپنے رب سے پناہ مانگ رہے ہوں گے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ اس دردناک عذاب میں مبتلا رہے گا۔ جب بھی اس کی چمڑی جل کر ختم ہو جائے گی اللہ تعالیٰ اسے ایک دوسری چمڑی سے بدل دیں گے۔ تاکہ اسے خوب عذاب دیا جائے۔ اس عذاب سے اسے ایک پل کے لیے بھی نجات نہیں ملے گی۔ اور اسے جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔ اور اس کے لیے ہلاکت ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دردناک عذاب کی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا: ''میرا اور اللہ تعالیٰ کا شدید غضب اس شخص پر ہوگا جس نے میرے اہل کا خون بہایا اور میرے اہل بیت میں مجھے ستایا۔'' [انتہی کلام الرافضی]

[جوابات]: اس کا جواب یہ ہے کہ: یزید پر لعنت بھیجنے کے بارے میں شرعی حکم وہی ہے جو اس کے نظائر و امثال خلفاء و ملوک کے بارے میں ہے۔ بلکہ یزید مقابلتاً ان سے بہتر ہے۔ مثلاً یزید مختار بن ابو عبید ثقفی امیر عراق سے افضل ہے۔ جس نے قاتلین حسین رضی اللہ عنہ سے انتقام لیا تھا۔ مختار کا دعویٰ تھا کہ اس پر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتا ہے۔ اسی طرح یزید حجاج کے مقابلہ میں بھی بہتر ہے۔ حجاج کے یزید سے بڑے ظالم اور فاسق ہونے پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے۔

تاہم یزید اور اس کے امثال کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ فاسق تھے۔ اور کسی مخصوص فاسق پر

بابِ سوّم

بریلوی علماء کی یزید سے محبّت

رضاخانیوں کے نزدیک یزید حسن بصری اور ابن سیرین رحمہا اللہ کے درجے کا تابعی تھا.

کتاب انوار ساطعہ

مصنف عبدالسمیع رامپوری

تقریظ احمد رضا خان

اور
لوگ
مگر
وقت
حسـ

محدثین عنقریب آنے والی ہیں۔پس ثابت ہوگیا عق

کا وجود ثابت اور اطلاق بدعتِ حسنہ درست اور ص



مذہبِ جمہور

پانچوا
کا خذ عل

اورحسنہ ہونے کی بنیاد زمانہ پر نہیں۔یعنی یہ بات

میں ہوگیا وُہ سب سنّت اور مقبول ہے اور بعد ز

وہ سب بُرا ہے اور مردود ہے۔کما قدمنا ایک ایک

(۱) حضرت امیر المؤمنین عمر اور حضرت عبد

فرماتے تھے نہانے کی حاجت والے کو۔یہ حدیث مسلم مطبوعہ کے صفحہ ۱۶۱ میں ہے۔

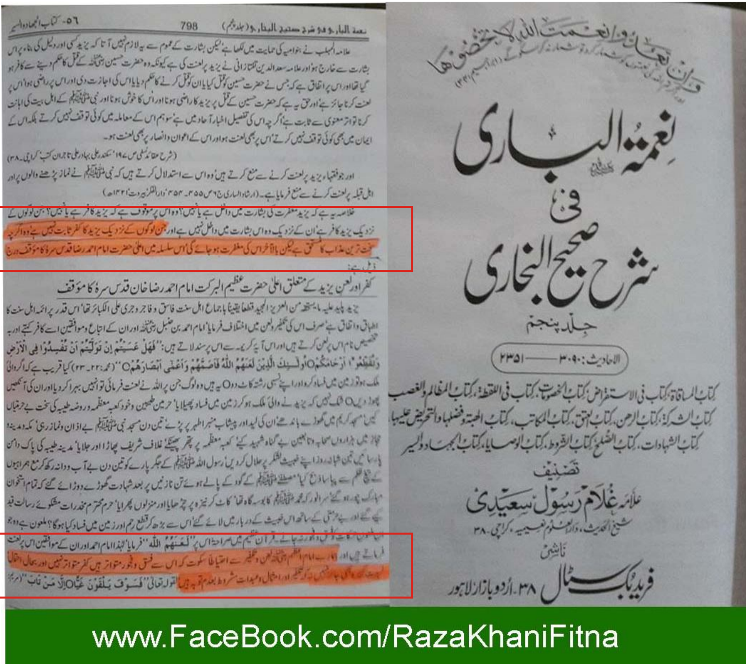
اب دیکھیے یہ حکم صحابی کا ہے اور صحابی بھی کیسے، خلفائے راشدین میں۔

لیکن اس قول پر کسی نے ائمہ مذاہب میں عمل نہیں کیا۔

(۲) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے ان کا بیٹا یزید تابعی تھا طبقہ وُسطیٰ تابعین میں۔یعنی جس طبقہ میں حسن بصری اور ابن سیرین ہیں یہ اسی طبقہ میں تھا،

کذا فی التقریب۔اس تابعی نے جو خیر القرون میں تھا دیکھو کیا کام سعادتمندی کا

یزید کی مغفرت ہو جائے گی اور جنت چلا جائے گا اس پر لعنت کرنا اور اس کی تکفیر کرنا جائز نہیں احمد رضا خان بحوالہ نعمۃ الباری شرح صحیح بخاری ج5 ص798 فرید بک اسٹال مصنف غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ آف مفتی منیب الرحمٰن۔اب اگر کسی رضا خانی میں غیرت ہے تو اپنے ان دو مولویوں کو بھی یزید پلید کی حمایت پر جہنم واصل کرے



نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری (جلد پنجم) 798 ۵۶۔ کتاب الجہاد والسیر

علامہ المہلب نے بنو امیہ کی حمایت میں لکھا ہے: لیکن بشارت کے عموم سے یہ لازم نہیں آتا کہ یزید کسی اور دلیل کی بناء پر اس بشارت سے خارج ہو اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے یزید پر لعنت کی ہے کیونکہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دینے سے کافر ہو گیا تھا اور اس پر اتفاق ہے کہ جس نے حضرت حسین کو قتل کیا یا ان کو قتل کرنے کا حکم دیا یا اس کی اجازت دی اور اس پر راضی ہوا اس پر لعنت کرنا جائز ہے اور حق یہ ہے کہ حضرت حسین کے قتل پر یزید کا راضی ہونا اور اس کا خوش ہونا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی اہانت کرنا تواتر معنوی سے ثابت ہے اگرچہ اس کی تفصیل اخبار آحاد میں ہے سو ہم اس کے معاملہ میں کوئی توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی کوئی توقف نہیں کرتے اس پر بھی لعنت ہو اور اس کے اعوان و انصار پر بھی لعنت ہو۔

(شرح عقائد نسفی ص ۱۹۷، سکندر علی بہادر علی تاجران کتب کراچی۔۳۸)

اور جو فقہاء یزید پر لعنت کرنے سے منع کرتے ہیں وہ اس سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے والوں پر اور اہل قبلہ پر لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ارشاد الساری ج ۶ ص ۵۵۔ ۴۵۴، دار الفکر بیروت ۱۴۲۱ھ)

خلاصہ یہ ہے کہ یزید مغفرت کی بشارت میں داخل ہے یا نہیں؟ وہ اس پر موقوف ہے کہ یزید کافر ہے یا نہیں؟ جن لوگوں کے نزدیک یزید کافر ہے ان کے نزدیک وہ اس بشارت میں داخل نہیں ہے اور جن لوگوں کے نزدیک یزید کا کفر ثابت نہیں ہے وہ اگرچہ سخت ترین عذاب کا مستحق ہے لیکن بالآخر اس کی مغفرت ہو جائے گی اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا موقف درج ذیل ہے:

کفر اور لعن یزید کے متعلق اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان قدس سرہ کا موقف

یزید پلید علیہ ما یستحقہ من العزیز المجید قطعاً یقیناً باجماع اہل سنت فاسق و فاجر و جری علی الکبائر تھا اس قدر پر ائمہ اہل سنت کا اطباق و اتفاق ہے صرف اس کی تکفیر و لعن میں اختلاف فرمایا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور ان کے اتباع و موافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں اور اس آیہ کریمہ سے اس پر سند لاتے ہیں: ''فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ۝'' (محمد: ۲۲۔۲۳) کیا قریب ہے کہ اگر والی ملک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسبی رشتہ کاٹ دو ۝ یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں ۝ شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا، حرمین طیبین و خود کعبہ معظمہ و روضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد کریم میں گھوڑے باندھے ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے تین دن مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے اذان و نماز رہی، مکہ و مدینہ و حجاز میں ہزاروں صحابہ و تابعین بے گناہ شہید کیے، کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف پھاڑا اور جلایا، مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چور ہو گئے، سر انور کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا، حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کیے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا؟ ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے، قرآن عظیم میں صراحۃً اس پر ''لَعَنَهُمُ اللَّهُ'' فرمایا لہٰذا امام احمد اور ان کے موافقین اس پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ نے لعن و تکفیر سے احتیاطاً سکوت کہ اس سے فسق و فجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں اور بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر اور امثال وعیدات مشروط بعدم توبہ ہیں لقولہ تعالیٰ ''فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ إِلَّا مَنْ تَابَ'' (مریم:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری

جلد پنجم

الاحادیث: ۳۰۹۰ ——— ۲۳۵۱

کتاب المساقاۃ، کتاب فی الاستقراض، کتاب الخصومات، کتاب فی اللقطۃ، کتاب المظالم والغصب، کتاب الشرکۃ، کتاب الرہن، کتاب العتق، کتاب المکاتب، کتاب الہبۃ وفضلہا والتحریض علیہا، کتاب الشہادات، کتاب الصلح، کتاب الشروط، کتاب الوصایا، کتاب الجہاد والسیر

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث، دار العلوم نعیمیہ، کراچی۔ ۳۸

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

www.FaceBook.com/RazaKhaniFitna

(شرح فقہ اکبر مطبوعہ مطبع محمدی لاہور)

وماعلینا الا البلاغ

فقیر

سید عبدالستار شاہ

انوار العلوم ملتان

ارشادِ گرامی

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

الترحم علیہ جائز بل مستحب بل نحن نترحم علیہ فی جملۃ المسلمین والمؤمنین عموماً فی الصلوات

ترجمہ: ان (خلیفہ یزیدؒ) پر رحمۃ اللہ علیہ کہنا سو یہ نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے اور ہم تو اپنی نمازوں میں تمام مسلمانوں کے ساتھ ان پر رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

(ابن کثیر ص ١٧٣ ج ١٢)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امام غزالیؒ کا فتویٰ امیر یزید بن معاویہؓ

از

امیر شریعت پیر طریقت شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت علامہ پیر سید عبدالستار شاہ صاحب

صدر مدرس انوار العلوم ملتان شہر

ناشر مکتبہ جار الحق کراچی ناظم آباد، کراچی

آرٹ پریس کراچی

رضا خانیو! ذرا آنکھ کھول کر دیکھو اوپر کا اسکین پیج، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ کون دے رہا ہے اور کیا دے رہا ہے۔ اگر تم سچے ہو تو جو الزام تم ہم پر دیتے ہو تو اب وہی الزام اپنے رضا خانی مولوی پر بھی دو نیز وہی الزام پھر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی دو!!!!

عنقریب منظر عام پر

دفاع اہل السنۃ والجماعۃ

تصنیف لطیف

مناظرِ اسلام

حضرت مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی مدظلہ العالی

جس میں علمائے دیوبند پر ۵۰۰ سے زائد اعتراضات کے تحقیقی و تفصیلی جوابات دیئے گئے ہیں

ناشر

سنی ریسرچ فورم